خانقاہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمان

ماہنامہ

مِلّیہ

فیصل آباد پاکستان

رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ بمطابق جون، جولائی 2015ء



مدیر اعلیٰ و سرپرست
ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ

کلمة الحبیب

شعور

ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی

* مجالس سید الطائفہ قطب العالم قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ
* روزہ کے اہم مسائل
* زکوٰۃ مستحقین زکوٰۃ
* تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی

نذرانہ عقیدت
* حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ

مولانا ڈاکٹر محمد حسین انصاری للٰہی رحمہ اللہ

* خواتین کے صفحات خادمۃ القرآن

www.milliafsd.com

نقشِ محبّت

قطب الاقطاب حضرت سیّد نفیس الحُسینی شاہ صاحب قدس سرّہٗ

ملائک ساتھ ہیں دامن سنبھالے
حِرا سے آ رہے ہیں کملی والےؐ

اُمنڈ آتے ہیں بادل کالے کالے
مِرا ایمان ساقی کے حوالے

تجھے، اے وحشتِ دِل دینے والے
دُعائیں دے رہے ہیں دِل کے چھالے

چہار آفاق مجُھ پر ہو گئے تنگ
مجھے تُوؐ اپنی کملی میں چھُپا لے

مِرے ساقی، بتقریبِ شبِ قدر
دِیے جا آج بھر بھر کے پیالے

زکوٰۃِ حُسنِ جاناں بٹ رہی ہے
گدائے عِشق! قسمت آزما لے

زہے چشمِ فسُوں سازِ محبّت
پرائے کو بھی جو اپنا بنا لے

اندھیری شب ہے، رستہ گمُ ہے لیکن
نظر آتے ہیں منزل کے اُجالے

بہار آئی ہے، غنُچے کِھل رہے ہیں
مِرے دِل! تُو بھی دو دِن مُسکرا لے

ٹھہر اے مرگ، تھوڑی دیر دَم لے
حیاتِ جاودانی بھی تو آ لے

نفیسؔ اُن کی محبّت نقشِ دِل ہے
نہ بھُولیں گے سہارنپُور والے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

خانقاہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمان

مِلّیہ

فیصل آباد پاکستان

رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

شمارہ نمبر 9 جلد نمبر 11

بمطابق جون، جولائی 2015ء

ہر اسلامی مہینے کے شروع میں شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

بفیض

قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا مہاجر مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

امیر ثانی تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

مولانا انیس الرحمن لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ و سرپرست

حضرت مولانا ابن انیس حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب — خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مدیر: مولانا حماد الرحمن لدھیانوی

نائب مدیر: مولانا جواد الرحمن لدھیانوی

فی شمارہ 30 روپے

پاکستان میں سالانہ 300 روپے

سالانہ بدل اشتراک بیرون ملک 45 امریکی ڈالر

رابطہ کیلئے

ماہنامہ مِلّیہ جامعہ ملیہ اسلامیہ

محلہ خالصہ کالج P.O مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد پاکستان

041-8711569, 0321-6611910

ناشر: حبیب الرحمن لدھیانوی

مطبع: ظفر اینڈ فضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد

شعور

کلمۃ الحبیب

ابن انفیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

کچھ عرصہ قبل ماہ مئی میں ہمارے ملک کے وزیر اطلاعات صاحب نے کراچی کے کسی اجتماع میں فرمایا ہے ''دینی مدارس جہالت کی یونیورسٹیاں ہیں، نیز فرمایا کہ ان میں شعور کی کمی ہے'' اور بھی بہت کچھ فرمایا ہے، ہمارے لئے ان کا یہ ارشاد گرامی ہی کافی ہے۔اس پر ہماے ملک میں دینی مدارس کے ذمہ داران اور وفاق ہائے مدارس دینیہ کی طرف سے بھی احتجاج ہوا۔مگر ہمارے ملک میں اس قسم کا احتجاج صدا بہ صحرا ہی ثابت ہوتا ہے، اور وہی ہوا۔

چند سالوں سے ہمارا ملک میدان جنگ بنا ہوا ہے۔جس کے نتیجہ میں پورے ملک میں آپریشن شروع کیا ہوا ہے۔یہ اچھی بات ہے ہم اس کے مخالف نہیں، جو شخص بھی اس ملک کے بخیے اُدھیڑنے میں لگا ہوا ہے وہ قابل سزا مجرم ہے۔اس کو ضرور سزا ملنی چاہیے۔ہمیں اس سے اختلاف نہیں ،اس کے لئے تو اس سے بھی بڑا کوئی آپریشن ہو تو وہ بھی کیا جانا چاہیے۔ہمیں اس میں بحث نہیں کرنی کہ یہ ٹھیک ہے یا غلط، آنے والا وقت خود ہی اس کا فیصلہ کریگا۔

ان لوگوں کے متعلق جو کہ قتل وغارت کررہے ہیں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سب دینی مدارس کی پیداوار ہیں، اسی لئے ان میں آدمیت کا ''شعور'' نہیں۔لہذا ان لوگوں میں تعلیم عام کی جائے، اس کے لئے سکولوں اور کالجوں کا جال بچھایا جارہا ہے۔

ہم یہ سمجھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ قتل وغارت کرنے والے واقعی ''شعور'' سے محروم ہیں، ان کی اصلاح کی ضرورت ہے، اور اگر وہ اس پر نہیں آتے تو ان کا قلع قمع ہونا چاہیے۔مگر دیکھنا یہ ہے کہ دینی مدارس پر جو الزام لگایا جاتا ہے وہ صحیح ہے، کیا دینی تعلیم اس کا سبق دیتی ہے۔یا جس تعلیم کی

طرف ہمیں لے جایا جا رہا ہے کیا وہ تعلیم ہمارے اندر وہ شعور پیدا کر رہی ہے جس میں انسانیت ،شرافت اور غیرت کا پیغام ہے۔

کچھ عرصہ قبل میرا برطانیہ جانا ہوا تو وہاں یونیورسٹیوں کے شہر ''کیمبرج'' بھی جانا ہوا۔ وہاں ایک صاحب سے مسجد میں ملاقات ہوئی، جو مجھے اس بات کا لیکچر دینے لگے کہ آپ اپنے مدرسہ میں بچوں کو جدید تعلیم ضرور دیں،اس سے آدمی میں ''شعور'' آجاتا ہے۔ہم بھی اس جدید تعلیم کے قائل ہیں، بلکہ اب تو پاکستان کے اکثر دینی مدارس باقاعدہ جدید تعلیم کا انتظام کرتے ہیں۔مگر جس جدید تعلیم کا آج کل ہمارے ہاں شور مچایا جا رہا ہے اس سے مراد وہ نہیں جو کہ عام سادہ آدمی سمجھتا ہے۔اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ان صاحب کے سامنے اخبار کا ایک تراشہ رکھ دیا جو کہ اُنہی دنوں چھپا تھا۔اور ان سے سوال کیا کہ کیا یہی ''شعور'' آپ امت مسلمہ کو دینا چاہتے ہیں؟ وہ اخباری تراشہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

اونٹاریو: کینیڈا کا سب سے زیادہ آبادی والا صوبہ ہے۔اسی صوبہ میں کینیڈا کا دارلحکومت ''اوٹاوا'' واقع ہے،اور یہیں کینیڈا کا سب سے بڑا شہر ٹورینٹو ہے جو مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان سمیت مسلمانوں کی بھاری تعداد اس شہر میں مقیم ہے۔

آج کل ٹورنٹو بلکہ پورے اونٹاریو کی مسلمان آبادی خاص طور پر اور دیگر مذاہب کے ماننے والے لوگ بھی کافی تعداد میں اس وجہ سے پریشان ہیں کہ اس صوبے کی خاتون وزیر اعظم نے چھوٹے بچوں کی جنسی تعلیم کے ضمن میں اپنا جو ایجنڈا نافذ کیا ہے، وہ کم ازکم مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے اس قدر اخلاق سے گِرا ہوا ہے کہ اس کی تفصیل کا ذکر کرنا بھی ممکن نہیں۔

اونٹاریو کی حکمران وزیر اعظم کیتھلین وین خود بہ بانگ دہل یہ کہتی ہیں کہ ہم، ہم جنس پرست ہیں۔مغربی دنیا میں ہم جنس پرستی کے حق میں جو لہر چل رہی ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے اپنا ایجنڈا نافذ کردیا ہے۔اس غلط ایجنڈے کی تفصیل تو تحریر نہیں کی جاسکتی،لیکن سمجھانے کے لئے اختصار اور احتیاط کے ساتھ اس ایجنڈے کے کچھ پہلو یہ ہیں:

سب سے پہلے چھ سال کے بچوں کو جسم کے تمام حصوں کے نام یاد کرائے جائیں گے۔ پھر آٹھ سال کے بچوں کو ہم جنس پرستی اور ایسے خاندانوں کے بارے میں آگہی دی جائے گی، جن میں مرد کے ساتھ مرد رہا ہے اور عورت کے ساتھ عورت۔ نو سال کی عمر کے بچوں کو Dating سکھائی جائے گی۔ گیارہ سال کے بچوں کو بتایا جائے گا کہ وہ شوہر اور بیوی جیسے الفاظ کو مسترد کر دیں، کیونکہ اس ایجنڈے میں ان الفاظ کی کوئی اہمیت نہیں اس سے آگے بارہ برس کے بچوں کو جو کچھ سکھایا جائے گا، اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں، صرف اتنا سمجھ لیں کہ اس میں وہ عمل سکھانے کا بھی ذکر ہے جس کی وجہ سے قوم لوط پر عذاب نازل ہوا تھا۔

اس کے خلاف ایک لفظ بھی بولنا جرم بنا دیا جائے گا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ہم جنس پرستوں کو گُھسا دیا گیا ہے۔ فوج تک میں یہ لوگ موجود ہیں، دیگر انتہائی اہم شعبوں پر ہم جنس کھلم کھلا بیٹھے ہوئے ہیں۔

(رپورٹ: افضل رحمان، ٹورنٹو کینیڈا، روزنامہ دنیا لاہور، ۵ مارچ، ۲۰۱۵ء بعنوان مناظر)

یہ رپورٹ تو وہ تھی جو کہ ایک غیر مسلم ملک کینیڈا کے آزادانہ کلچر کی تھی۔ ورنہ گزشتہ سال ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دو لڑکیوں نے برطانیہ میں ہم جنس پرستی کی شادی کی بنیاد پر برطانیہ میں پناہ حاصل کی ہے۔ یہ لڑکیاں اسی جدید تعلیم کے ''شعور'' سے آراستہ تھیں۔ اس کے متعلق میں نے ایک تفصیلی مضمون بھی لکھا تھا۔

یہ رپورٹ دیکھنے اور پاکستانی لڑکیوں کے جدید تعلیمی ''شعور'' کی کہانی سننے کے بعد وہ صاحب اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ میرا ہاتھ پکڑ کے قریب ہی ایک مسلمان ریسٹورنٹ میں لے گئے۔ فرمانے لگے کہ یہاں بیٹھ کر ہم اس مسئلہ پر کُھل کر گفتگو کر سکتے ہیں۔ وہ صاحب مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں بہت فکر مند تھے۔ انہیں مسلمانوں کی ترقی کا بہت شوق تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں یہ رپورٹ دیکھ کر یہ سمجھا ہوں کہ آپ کی مسلمانوں کے مسائل پر گہری نظر ہے، میں آپ کی زبان سے جدید و قدیم تعلیم کے متعلق کچھ تاریخی حقائق سننا چاہتا ہوں۔

میرے پاس اس سلسلہ میں جو محدود معلومات تھیں ان کے سامنے مختصراً پیش کیں۔ وہی اب

قارئین کی نذر کرتا ہوں۔

میں نے عرض کی کہ تعلیم کے نام پر آجکل پوری دنیا اور خاص کر ہمارے ملک میں بھرپور طریقہ سے ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ ہر اخبار، ہر ٹی وی اسٹیشن اسی تعلیم کا ڈھنڈورچی بنا ہوا ہے۔ کوئی پڑھاؤ کی آواز لگا رہا ہے تو کوئی پڑھو کی صدا بلند کر رہا ہے۔ اور ٹی وی میڈیا پر امریکی حکومت کی طرف سے دی گئی مالی امداد کی صدا سنائی جا رہی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ امریکی عوام کی طرف سے پاکستانی عوام کی تعلیم کے لئے امداد دی جا رہی ہے۔

انگریز جب برصغیر میں آیا تو صرف اپنی تعلیم ہی نہیں بلکہ تہذیب بھی ساتھ لایا۔ جب یہ تعلیم و تہذیب نہیں تھی تو اس وقت تک برصغیر میں کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا، کوئی مانگنے والا نہیں تھا، لوگوں میں حیا تھی، شرم تھی، احترام تھا، عقیدت تھی، وفاداری تھی، محبت تھی، آزادی تھی، ایمان تھا، اپنا لباس تھا، اپنی تہذیب تھی، اپنا تمدن تھا، مسلمان نمازی تھا، استاد کا احترام تھا۔ مگر جب انگریزی تعلیم و تہذیب نے قدم رنجا فرمائے تو سب کچھ اُلٹ گیا۔ حیا چلی گئی، شرم گئی، احترام ختم ہو گیا، بدعقیدگی پھیل گئی، بے وفائی نے جنم لیا، نفرتوں نے ڈیرے ڈال لئے، غلامی کی رات طویل ہوتی چلی گئی، بے ایمانی نے جڑ پکڑ لی، لباس تار تار ہو گیا، مسلمان تہذیب و تمدن نے ڈر کر چادر اوڑھ لی، نماز چھوڑنا فیشن بن گیا، استاد کو مجرم بنا کر طلباء کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ اس تعلیم نے سب سے پہلے ہندوستان میں نفرت پھیلائی۔ ہندو جو کہ مسلمانوں کے زیر تحت نوسو سال تک دبکا رہا، اس کو مسلمان کے خلاف اُبھارا۔ مسلمانوں کے تمام شعائر کو نفرت میں بدل دیا، مسلمان کے لئے داڑھی کو عیب قرار دیدیا، مسلمان کے لباس کو اُتروا کر اپنا لباس پہنا دیا، مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کو بد تہذیبی قرار دیا۔ یہاں کی زبان بدل دی، قانون بدل دیا۔ ہندوستانیوں سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ یہاں وی آئی پی کلچر کو فروغ دیا۔ جبکہ اپنے ملک میں آج تک یہ کلچر نہیں ہے۔ مسلمانوں میں ایسے لوگ تیار کیے جو کہ انگریز کی تعلیم و تہذیب کے شاہکار تھے۔

اس تعلیم و تہذیب میں درگزر، رحم و معافی نام کی کوئی شئے نہیں، ۱۸۵۷ء میں جب مجاہدین کو ناکامی ہوئی تو دہلی کے ہر درخت پر آزادی کے مجاہد کی لاش لٹکی ہوئی نظر آئی۔ تعلیم یافتہ انگریز نے ''شعوری'' طور پر بہادر شاہ ظفر کے بیٹوں کے سر کاٹ کر بڑے تھال میں رکھ کر بوڑھے باپ کے

سامنے پیش کیئے تھے۔ جزائر انڈمین میں ''کالا پانی'' نام کی بستی کو آباد کیا گیا۔ تعلیم سے ''شعور'' یافتہ انگریز نے ہندوستان میں ایسے قوانین نافذ کیئے گئے کہ انسانیت چیخ اُٹھی۔ عدالتیں دن رات لوگوں کو سزائیں سنانے پر مامور تھیں تو انگریز حکومت کے کارندے ''شعوری'' طور پر دن رات آزادی کا نام لینے والوں کا کھوج لگاتے ہوئے نظر آتے، اور پھران آزادی کے خواہاں لوگوں کو جیل کی کال کوٹھریوں میں ایڑیاں رگڑنے پر مجبور کردیا جاتا، تشدد کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان میں ''شعوری'' طور پر فرقہ واریت کی بنیاد ڈالی گئی، اس سے پہلے ہندوستان میں فرقہ واریت نام کی کوئی شئے نہیں تھی۔ سب لوگ (بادشاہ سے لے کر عام آدمی تک) ایک ہی مسلک حنفی کے تابع تھے۔ ہمائیوں کی ایران سے واپسی پر کچھ ایرانی شیعہ ساتھ آ گئے تھے، ان کی مقدار نہ ہونے کے برابر تھی۔ انگریز نے ۱۸۵۷ء کے بعد ''شعور'' کے نام پر، فکری آزادی کے نام پر فرقہ واریت کو پروان چڑھایا۔ سب سے پہلے منکرین فقہ پھران کے بعد انکارِ حدیث اور اصرارِ حدیث کے فرقہ وارانہ جتھے ساز پیدا کیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ نسلی، لسانی اور علاقائی فتنہ پرداز پروان چڑھائے۔ اور سب سے بڑھ کر اسلام کے اہم شعار ''جہاد'' کو منسوخ کرانے کے لئے طبقے پیدا کیئے۔ اس کے لئے انگریز نے باقاعدہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بھی بنوایا، اس کے ذریعہ جہاد کے منسوخ ہوجانے کا اعلان بھی کروایا۔ ''شعوری'' آگاہی کے لئے فکری آزادی کے نام پر ہندوستان میں ایسے ایسے عقائد کی تشہیر کی گئی کہ مذہبِ اسلام کی شناخت مشکوک کردی گئی۔ آوارہ اور لوفر لوگوں کے ذریعہ عمائدین اسلام کی توہین کی گئی۔

آج کا دور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا دوسرا حصہ ہے۔ گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء سے پہلے ہمارے ملک اور ہمسایہ ملک میں امن تھا۔ کچھ سرفروشوں نے افغانستان میں امن قائم کردیا تھا، لوگوں کو انصاف مل رہا تھا، کہ اچانک نئی تہذیب و تعلیم کے دلدادہ لوگوں میں ''شعور'' نے انگڑائی لی۔ پھر کیا تھا گیارہ ستمبر کے حادثہ کی آڑ لے کر دنیا میں تباہی کا بازار گرم کردیا گیا۔ جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تخلیق سے بھرپور فائدہ اٹھایا گیا۔ انسانوں کی لاشوں کے ڈھیروں کے ڈھیر لگادیئے، کالا پانی کے طرز پر گوانتاموبے علاقہ بنایا گیا۔ دس لاکھ سے زائد افغانستان اور بیس لاکھ کے قریب عراق میں انسانی کھوپڑیوں کے مینارے کھڑے کیئے گئے۔ جدید تعلیمی ''شعور'' نے اپنی انانیت کی تسکین کے لئے پوری دنیا کو آگ و خون کی ہولی میں دھکیل دیا۔ آج جو کچھ ہے وہ سب کچھ جدید تعلیم و تحقیق کے ''شعور'' کا نادر نمونہ

ہے۔آج پھر اسلام کو مشکوک بنایا جارہا ہے۔۱۸۵۷ء کے بعد جہاد کو منسوخ کرنے کا ڈھونگ رچایا گیا تھا اور آج جہاد کو فساد سے تعبیر کر دیا گیا۔اُس وقت بھی فرقہ وارانہ فسادات کرائے گئے تھے آج بھی فرقہ واریت کی آگ بھڑکا دی گئی ہے۔تمام اسلامی ممالک اس فرقہ واریت کی آگ میں جل رہے ہیں۔کہیں داعش کے نام پر تو کہیں حزب اللہ کے نام پر فساد پھیلایا جارہا ہے،اور انہی طبقوں کے ذریعہ جہاد کو فساد بنایا جارہا ہے۔

جدید تعلیم کے ''شعور'' نے انسانوں کو مارنے کا بہترین سامان تو بنا دیا مگر بہترین انسان نہیں بنا سکی۔جدید تعلیم کا ''شعور'' یہی ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے دوسرے کی مجبوری کا فائدہ اٹھاؤ۔چنانچہ آج عدالتوں سے لے کر عام کاروباری اداروں میں یہی ''شعور'' نظر آتا ہے۔پاکستان کو تو چھوڑیئے وہاں پر تو جدید تعلیم عام نہیں آپ نے یورپ و امریکہ (جو جدید تعلیم کی معراج پر ہیں) میں کسی ائرلائن یا ٹرین کا ٹکٹ لینا ہو تو معلوم ہو جائے گا کہ اچانک سفر اور پہلے سے محفوظ کرائے گئے کرائے میں کتنا ''شعوری'' فرق ہے۔اگر آپ نے پہلے اپنی نشست محفوظ کر لی ہے تو سو ڈالر اور اگر آپ اچانک سفر کا ارادہ کرتے ہیں تو ''شعوری'' طور پر ہزار ڈالر لگیں گے۔اس تعلیم نے یہ ''شعور'' دیا ہے کہ دوسری کی مجبوری سے سو گنا فائدہ اٹھاؤ۔یہ تو صرف ایک مثال ہے،تفصیل کے لئے بڑا وقت اور حوصلہ چاہیے۔جس تعلیمی شعور کے لئے امریکہ و یورپ پاکستان کی نہ صرف مدد کر رہے ہیں بلکہ اس پر زور بھی دے رہے ہیں،اس تعلیم کا ''شعوری'' نتیجہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل امریکی سینٹ میں پیش کی گئی سی آئی اے کی طرف سے القاعدہ اور طالبان پر تشدد کی رپورٹ جاری کی گئی ہے،جس میں گوانتا موبے جیل میں تعلیم یافتہ سی آئی اے کی طرف سے کئے گئے ''شعوری'' مظالم پر بحث کی گئی ہے۔جس میں بتایا گیا ہے کہ قیدیوں کے ساتھ کس طرح کا ''شعوری'' سلوک کیا گیا ہے۔اس کی وڈیو بھی میڈیا پر جاری کردی گئی ہے۔جس کے کچھ حصے ڈاکٹر شاہد مسعود نے ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۴ء کو ''نیوز ون ٹی وی'' میں اپنے پروگرام میں بھی دکھائے ہیں۔جس میں دکھایا گیا ہے کہ ایک شخص کا سر اور اس کی داڑھی مونچھیں مونڈ کر ننگا کر کے سخت ترین سردی میں باہر لٹا دیا جاتا ہے اور اس پر یخ ٹھنڈا پانی ڈالا جاتا ہے،پھر اسے وہیں سردی میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔جس کو صبح اہلکار واپس آکر دیکھتے ہیں تو اُسے مُردہ پاتے ہیں۔ایک ننگے شخص کا منہ کھول کر اس کے حلق میں گندگی ٹھونستے ہیں پھر اس پر گرم تیز پانی ڈالتے ہیں۔ایک شخص کی

بڑی آنت میں کچھ گھسیڑتے نظر آتے ہیں، ایک شخص کے مقعد میں ہوا بھری جارہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جس کو دیکھا جاسکتا ہے اور نہ بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ فوجی جوان جو کہ ان ''شعوری'' مظالم میں اپنے افسروں کے معاون تھے اپنی آنکھوں سے ظلم ہوتا دیکھ کر نہ صرف ملازمت سے مستعفی ہوگئے بلکہ ذہنی مریض بن گئے۔ اس پر امریکی کانگریس میں کافی لے دے ہوئی ہے، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے تعلیم یافتہ سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی نے ''شعوری'' طور پر فرمایا ہے کہ ''یہ جو کچھ بھی ہوا ہے یہ صحیح ہے، یہ ضروری تھا''۔

یہ تعلیم یافتہ لوگ پتھروں کے زمانے کے نہیں، ان کی تہذیب کا سورج آج نصف النہار پر ہے۔ انہوں نے پتھروں کو تراش کر ہیرا بنادیا ہے۔ انہوں نے شیشے کی عمارتوں کے پہاڑ کھڑے کردیئے ہیں۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ان عمارات میں تانک جھانک کرتا ہے، اور کوئی شئے سورج سے چھپی نہیں رہتی۔ اسی طرز پر ان تعلیم یافتہ معاشرے کے لوگوں نے ''شعوری'' طور پر عورت کو ایسا لباس پہنا دیا ہے جس کے پہننے کے باوجود مرد عورت کے مخصوص جسمانی اعضا کی تانک جھانک کرسکتا ہے۔

اور وہ ان پڑھ اور جاہل پتھروں کے علاقوں کے لوگ جو نئی تعلیم کی چکا چوند روشنیوں سے بہرہ ور نہیں ہوئے تھے، ان کی ''بے شعوری'' کا حال یہ ہے کہ افغانستان میں جب ایک عیسائی صحافی عورت ''یورن ریڈلے'' جو کہ ان کی جاسوسی کے لئے گئی تھی، ان جاہلوں کے ہاتھ لگی تو جب رہا ہوئی تو اس نے ان جاہلوں کا عورتوں کے ساتھ سلوک دیکھ کر کلمہ پڑھ لیا۔ اس کے مقابلے میں ''تعلیم یافتہ اور شعور یافتہ'' قوم کے ہاتھ جب ڈاکٹر عافیہ صدیقی لگی تو اس کا کیا حال ہے؟۔ امریکہ کا ایک فوجی جب جاہلوں کے ہاتھ لگا تو امریکیوں کو فکر ہوئی، انہوں نے سوچا کہ اس کے ساتھ جاہلوں نے نہ جانے کیسا ''غیر شعوری'' سلوک کیا ہوگا۔ چنانچہ اُس کو چھڑانے کے لئے قطر میں مذکرات کئے گئے۔ اس ایک امریکی فوجی کے بدلے پانچ افغانی کمانڈروں کا سودا ہوا۔ جب امریکی فوجی رہا ہوا تو اس کی حالت پہلے سے بھی بہتر تھی، پھر اُسے منظر سے غائب کردیا گیا تاکہ جاہلوں کے ''غیر شعوری'' حسن سلوک کا کسی کو علم نہ ہو۔

اس جدید تعلیمی ''شعور'' سے اگر کچھ طبقے بے بہرہ ہیں تو دینی مدارس کے طلبا ہیں، علماء ہیں، مذہبی جماعتیں ہیں، کیونکہ ان میں ایسا شعور اُجاگر نہیں کیا جاتا۔

ان صاحب نے سوال کیا کہ اس کا مطلب ہے کہ جدید تعلیم حاصل نہ کی جائے۔ میں نے عرض کی کہ میں نے یہ کب کہا ہے! میں نے عرض کی کہ میری ساری بحث کا مقصد آپ کو بتلانا تھا کہ یورپ و امریکہ تعلیم کے نام پر اپنی تہذیب مسلط کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید تعلیم کے نام پر بنائے گئے اداروں میں آپ کا اپنا علاقائی، مذہبی یا ثقافتی لباس اُتار کر یونیفارم کے نام پر اُن کا اپنا بنایا ہوا لباس پہنا دیا جاتا ہے۔ شکل وصورت کی تراش خراش وہی بنائی جاتی ہے جو ان کی مرضی کی ہوتی ہے، آپ اپنی مرضی کی نہیں بنا سکتے۔ جو نصاب پڑھایا جاتا ہے وہ انہی کی مرضی کا ہوتا ہے۔ دین و اسلام کا نہیں۔ اگر آپ اپنی مرضی کا سکول بنا کر اپنے طور پر جدید تعلیم کا انتظام بھی کر لیں تو ان کو ہماری مرضی سے بنائی گئی یونیفارم اور شکل وصورت قبول نہیں۔ ان کے نصاب میں سود کو لازمی قرار دیا گیا ہے، جو کہ ہمارے ہاں حرام ہے۔

آجکل آپ برطانیہ ہی میں دیکھ لیں کہ ہمارے مسلمانوں کے سکولوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ کئی مسلم سکولوں کو محض اس وجہ سے بند کرنے کے نوٹس جاری ہو چکے ہیں کہ ان میں مسلمان طلبا اور طالبات کو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ حیا اور شرم کا درس بھی دیا جاتا ہے۔

انہی کی یونیوسٹیوں میں سائنسی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہم اپنے ملکوں میں اپنی مرضی کے سائنس کے منصوبے نہیں بنا سکتے۔ ہم جدید تعلیم حاصل کرنے کے باوجود اپنے ملک میں ایٹمی اسلحہ نہیں بنا سکتے۔ اور جو ایٹم ہم نے بنایا ہے اس کا نتیجہ ہم بھگت رہے ہیں۔ ہمارا ملک تیل اور گیس کے ذخائر سے مالا مال ہے مگر انہی کی یونیورسٹیوں سے جدید علم کی ڈگری حاصل کرنے کے باوجود اپنے ہی ملک میں اپنی مرضی سے تیل اور گیس کی تلاش نہیں کر سکتے۔

ہم اپنے ملک کی شاہراہیں اپنی مرضی سے نہیں بنا سکتے۔ ہم اپنے ملک میں اپنی مرضی سے بجلی پیدا کرنے والے ایٹمی بجلی گھر نہیں بنا سکتے۔ اور تو اور ڈاکٹری مسیحائی کا عمل ہے، ہم ان کی زبان سیکھے بغیر اپنی ہی زبان میں ڈاکٹر نہیں بن سکتے۔

ہم اپنی زبان میں وکیل نہیں بن سکتے، ہم اپنی زبان میں انجینئر نہیں بن سکتے۔ ہم میں سے اگر کوئی جدید تعلیم حاصل کر کے اپنا ثقافتی اور مذہبی ورثہ اپنانا چاہتا ہے تو فوراً کہا جاتا ہے کہ پڑھ لکھ کر بھی تم وہیں کے وہیں ہو، تمہارے اندر ''شعور'' پیدا نہیں ہوا؟۔

مجالس
سید الطائفہ قطب العالم قطب الاقطاب
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ

حقیقت ذکر

حضرتؒ سے پوچھا کہ ذکر کی آخر کوئی انتہا بھی ہے۔ فرمایا یہاں ذاکر ہونے کے کیا معنی ہیں۔ فرمایا یہ کہ دھیان ہر وقت اسی کی طرف لگا رہے۔ خواہ دنیا کا کام کر رہا ہو، تجارت کرتا ہو، کھیتی باڑی کرتا ہو، مگر خیال ہر وقت اسی کی طرف رہے، جیسا کہ کسی کو سر میں درد ہو یا پیٹ میں درد ہو، تو اگرچہ وہ باتیں بھی کرتا رہتا ہے، کام بھی کرتا رہتا ہے لیکن خیال درد کی طرف رہتا ہے۔

استقامت کا مطلب

حضرت سے پوچھا گیا استقامت کے کیا معنی ہیں، فرمایا اس قدر پختگی حاصل ہو جائے کہ جب تک ذکر پورا نہ کر لے سکون نہ ہو، بے چینی اور بے قراری سی رہے، اور جب ذکر پورا کر لے تو سکون اور اطمینان حاصل ہو جائے۔ طبیعت میں فرحت اور سرور محسوس ہو، فرمایا جب اس درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا تمام وجود ہی تبلیغ بن جاتا ہے اور اس سے پہلے جو کچھ کرتا ہے وہ مجاہدہ ہوتا ہے۔

ذکر پر استقامت کے بعد اللہ تعالیٰ کو جو کام لینا منظور ہوتا ہے، لے لیتا ہے۔

فرمایا یہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ نے جو کام اس سے لینا ہوتا ہے اس کی طرف اس کو متوجہ کر دیتے ہیں۔ تبلیغ یا تدریس یا تصنیف۔ جس کام کی طرف اس کی طبیعت کا رجحان ہوتا ہے، وہی خدمت اللہ تعالیٰ اس سے لے لیتے ہیں۔ بعض اوقات الہام کے ذریعہ حکم دیا جاتا ہے، بعض اوقات شیخ حکم دیتا ہے، اور کبھی خود بخود طبیعت متوجہ ہو جاتی ہے۔

حضرت میاں جی عبدالرحیم سہارنپوریؒ

فرمایا ایک قاری صاحب حضرت میاں صاحب عبدالرحیم سہارنپوریؒ کے مرید تھے، انہوں نے حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میرا جی تعویذات لکھنے کو چاہتا ہے، فرمایا ہاں

میرے چاند ضرور لکھا کرو، اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ چنانچہ وہ ہر وقت تعویذ لکھتے رہتے تھے۔

حضرت میاں صاحب سہارنپوریؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ابتداء آپ پہاڑ پر چلے جاتے تھے۔ اور ذکر اس قدر جہر سے کرتے تھے کہ دو دو میل تک آواز سنائی دیتی تھی۔ ایک دفعہ ایک پہاڑ پر بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ شیر آ گیا اور اتنے زور سے دھاڑا کہ پہاڑ کے پتھر نیچے گرنے لگے، فرماتے تھے اس کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی، صرف تھوڑا سا یکسوئی میں فرق پڑا۔ لیکن خوف نہیں آیا۔ چنانچہ پھر ذکر میں مصروف ہو گئے۔

ذکر جہر قوی آدمی کو کرنا چاہئے

فرمایا اگر قوت ہو تب تو ذکر بالجہر کرنا چاہئے، اثر جلدی ہوتا ہے لیکن اگر طبیعت کمزور ہو تو ہر گز زیادہ بلند آواز سے نہ کرے ورنہ طبیعت مختل ہو جائے گی اور دماغ خراب ہو جائے گا۔ فرمایا سید عطاء المنعم جیسے طاقتور لوگ تو خوب جوش و خروش سے کر سکتے ہیں۔

سیر اجمالی اور سیر تفصیلی

حضرتؒ سے پوچھا گیا کہ کیا سیر اجمالی اور سیر تفصیلی سب سے کرایا جاتا ہے یا بعض سے اجمالی، بعض سے تفصیلی۔ فرمایا طبائع مختلف ہوتی ہیں۔ بعض طبائع کے مناسب سیر اجمالی ہوتا ہے ان کو اجمالی کرایا جاتا ہے۔ بعض کے لئے تفصیلی، ان سے سیر تفصیلی کرایا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا صدیق احمد صاحبؒ (خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) سے تفصیلی سیر کرایا گیا تھا کیونکہ ان کے مناسب یہی تھا۔ لیکن مرید کو چاہئے کہ ان چیزوں میں نہ پڑے اور خود اپنے لئے کوئی حالت تجویز نہ کرے۔ سیدھا سادا اللہ اللہ کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے جو حالت اختیار فرمائیں وہی اس کے لئے بہتر ہے۔ تم کسی حالت کو طلب نہ کرو۔

توکل اور تسلیم

حضرتؒ سے پوچھا گیا کہ توکل اور تسلیم میں کیا فرق ہے۔ فرمایا توکل کا معنی ہے ''بھروسہ کرنا''، یعنی ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہونا اور یہ سمجھنا کہ جو کچھ ہوگا اسی کے حکم سے ہوگا، اور جب یہ توکل کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس کو تسلیم کہتے ہیں۔



روزہ کے اہم مسائل

روزہ کی تعریف:

صبح صادق سے غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنا روزہ کہلاتا ہے۔ **فھو عبارته عن ترک کأکل والشرب والجماع من الصبح الی غروب الشمس بنیة التقرب.** (عالمگیری۱/۱۹۴)

جن مما لک میں چھ مہینہ کے دن رات ہوں وہاں روزہ کیسے رکھیں؟

دنیا کے جن خطوں میں چھ مہینہ کا دن اور چھ مہینہ کی رات ہوتی ہے وہاں نماز روزہ کے اوقات کے تعین کیلئے قریبی معتدل اوقات والے ملک کو معیار بنایا جائے گا اور رات دن کے بارے میں وہاں کے نظام الاوقات کے مطابق روزہ وغیرہ کوادا کیا جائے گا۔ **قلت و کذلک یقدر لجمیع الأجال کالصوم والزکاة.** (شامی زکریا۲/۲۲۳)

روزہ کس پر فرض ہے؟

ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر عاقل بالغ مسلمان غیر معذور شخص پر فرض ہے۔ **شرط وجوبه الاسلام والعقل والبلوغ.** (عالمگیری۱/ ۱۹۵)

کن حالتوں میں روزہ رکھنا درست نہیں؟

حیض ونفاس والی عورتوں کیلئے روزہ رکھنا جائز نہیں لیکن بعد میں قضا لازم ہے۔ **والخلو عما ینافی أی ینافی صحة فعله من حیض ونفاس لمنا فاتهما.** (طحطاوی علی المراقی ۳۴۸)

کن اعذار میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے؟

مریض، مسافر، حاملہ، دودھ پلانے والی عورت، تیماردار (جب کہ اس کے روزہ رکھنے سے مریض کا نقصان ہو) نہایت کمزور، بھوک پیاس سے مجبور، مجاہد فی سبیل اللہ (جب کہ اس کے روزہ سے جہاد میں نقصان ہو) اور

جنون اور بے ہوشی میں مبتلا شخص کیلئے اعذار کی بناء پر روزہ نہ رکھنا مباح ہے۔ جب ان کا عذر زائل ہو جائے تو وہ روزہ کی قضا کریں۔ ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے روزہ رکھنے پر قدرت ہی نہ رہے تو اس کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ ہر روزہ کے بدلہ میں فدیہ (ایک صدقۂ فطر کی مقدار) دے دیا کرے۔ (عالمگیری ۱/۲۰۲، ۲۰۸)

ہر روزہ کی الگ الگ نیت کرنا

رمضان المبارک کے ہر روزہ کیلئے الگ الگ نیت کرنا ضروری ہے۔ **ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم في رمضان.** (هندیہ ۱/۱۹۵)

نصف النہار سے پہلے پہلے نیت کرنا صحیح ہے

نصف النہار سے پہلے تک بھی اگر رمضان کے ادا روزے کی نیت کر لی جائے تو روزہ صحیح ہو جائے گا۔ **جاز صوم رمضان الخ من الليل الى ما قبل نصف النهار وهو المذكور في الجامع الصغير.** (هندیہ ۱/۱۹۵)

نیت کیلئے تلفظ ضروری نہیں

نیت کیلئے تلفظ کی ضرورت نہیں بلکہ محض دل سے ارادہ کر لینا کافی ہے، حتیٰ کہ روزہ کیلئے سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام قرار دیا جا سکتا ہے۔ **والتسحر في رمضان نية ذكره نجم الدين النسفي.** (۱/۱۹۵، جواهر الفقہ ۱/۳۷۸)

بغیر نیت کے بھوکا رہنے سے روزہ نہیں ہوگا

اگر کسی نے پورے دن کچھ نہیں کھایا پیا شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا تو روزہ نہ ہوگا۔ **وشرط صحة الأداء النية والطهارة عن الحيض والنفاس.** (هندیہ ۱/۱۸۵، بہشتی زیور ۳/۳، مسائل روزہ ۵/۵۱)

نیت کرنے کے بعد بھی صبح صادق تک کھا پی سکتے ہیں

روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اس لیے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے، اگرچہ روزہ کی نیت کر چکا ہو۔ **ووقته من حين يطلع الفجر الثاني وهو المستطير المنتشر في الشمس.** (هندیہ ۱/۱۹۵)

بلا سحری کا روزہ

سحری کھانا اگرچہ مسنون ہے لیکن اگر کوئی شخص سحری کھائے بغیر ہی روزہ کی نیت کرلے تو بھی اس کا روزہ درست ہوجائے گا البتہ سحری کی برکت سے محروم رہے گا۔ **ویستحب السحور**. (شامی زکریا ۳/۴۰۰، فتاوی دار العلوم ۶/۴۹۶)

کن کن روزوں میں رات سے نیت ضروری ہے؟

رمضان کے قضا روزوں میں اور نذرِ غیر معین اور کفارات کے روزوں میں اسی طرح اس نفل روزے کی قضا میں جسے شروع کرکے فاسد کردیا گیا ہو ان تمام روزوں میں صبح صادق سے پہلے پہلے نیت کرنا ضروری ہے۔ صبح صادق کے بعد نیت کی جائے تو کافی نہ ہوگی۔ **وشرط القضاء والكفارات أن يبيت ويعين كذافي النقاية وكذاالنذر المطلق هكذا في السراج الوهاج.** (ھندیہ ۱/۱۹۶، مسائل روزہ ۵/۵۱)

عیدین اور ایام تشریق میں روزہ کی نیت درست نہیں

اگر عیدین یا ایام تشریق (یعنی ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ر تاریخ) میں کوئی شخص روزہ کی نیت کرلے تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری نہیں اور فاسد ہونے کی صورت میں اس کی قضاء بھی لازم نہ ہوگی بلکہ اس کا فاسد کردینا واجب ہے۔ اس لیے کہ ان ایام میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **فبان فسد ولو بعروض حيض في الأصح وجب القضا الا في العيدين وأيام التشريق فلا يلزم لصيرورته صائما بنفس الشروع فيصير مرتكبا للنهي.** (درمختار) **فلا تحب صيانته بل يجب ابطاله.** (شامی بیروت ۳/۳۶۷)

اگر عورت صبح صادق کے بعد حیض سے فارغ ہوئی تو روزہ نہیں رکھے گی

اگر عورت صبح صادق کے بعد دن میں کسی وقت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی تو آج کے دن وہ روزہ نہیں رکھے گی بلکہ بعد میں اس دن کی قضاء کرے گی۔ البتہ روزہ داروں کی طرح شام تک کھانے پینے سے احتراز کرے۔ **والأخيران يمكسن بقية يومهما وجوباً الخ، وحائض ونفساء طهرتا.** (تنویر الابصار ۳/۳۴۳)

عورت رات میں پاک ہوئی

اگر کوئی عورت صبح صادق سے پہلے حیض سے پاک ہوگئی تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(الف) اگر وہ دس دن مکمل حیض میں رہ کر پاک ہوئی ہے تو اب خواہ صبح صادق سے قبل اسے غسل کا موقع اور وقت ملا ہو یا نہ ملا ہو بہر حال وہ اگلے دن کا روزہ رکھے گی۔

(ب) اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ صبح صادق سے پہلے پہلے وہ غسل کر کے پاک ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر اتنا وقت ہے کہ پاک ہوسکے تو اس پر اگلے دن روزہ رکھنا ضروری ہوگا اور اگر اتنا وقت نہیں ہے کہ غسل کر کے گویا کہ عین صبح صادق کے وقت پاک ہوئی ہے تو اب اس پر اگلے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے بلکہ بعد میں قضاء کرنی ہوگی۔ **ولو طهرت ليلا صامت الغد ان كانت أيام حيضها عشرة**.(عالمگیری۱/۲۰۷) **وان كانت أيام حيضها دون عشرة فان أدركت من الليل مقدار الغسل وزيادة ساعة لطيفة تصوم، وان طلع الفجر مع فرغها من الغسل لا تصوم لأن مدة الاغتسال من جملة الحيض فيمن كانت أيامها دون العشرة**.(عالمگیری۱/۲۰۷)

روزہ میں جو کام مفسد نہیں ہیں:

بھول کر کھانے پینے اور جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **منها لو أكل الصائم أوشرب أو جامع ناسياً لصومه**.(مراقی الفلاح ۳۶۰)

بھول کر افطار کرنے والے کو دیکھنے والا یاد دلائے یا نہیں؟

اگر کوئی شخص بھول سے روزے میں کھانے پینے لگے تو دیکھنے والے کو کیا کرنا چاہیے؟ اس سلسلہ میں فقہا نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر وہ شخص طاقت ور ہے تو اسے روزہ یاد دلانا ضروری ہے اور اگر وہ شخص کمزور یا بوڑھا ہے تو یاد نہ دلانے کی گنجائش ہے۔ **لو قوياً أى له قوة على اتمام الصوم بلاضعف واذا كان يضعف بالصوم ولو أكل يتقوى على سائر الطاعة يسعه أن لايخبره**.(شامی زکریا۳/۳۶۵)

روزہ میں مسواک، سرمہ، انجکشن وغیرہ

مسواک کرنا، سرمہ لگانا، آنکھ میں دوا ڈالنا، خوشبو سونگھنا، انجکشن یا ٹیکہ لگوانا اور گلوکوز چڑھوانا یہ تمام چیزیں روزہ میں مباح چیزیں ہیں ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **ولا باس بالسواک الطرب واليابس فى الغداة والعشى عندنا ولا يكره كحل ولادهن شارب كذافى الكنز**.(عالمگیری۱/۱۹۹، جواھر الفقہ ۱/۳۷۹)

روزہ کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا

روزے کی حالت میں خون نکال کر ٹیسٹ کرانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **ولا بأس بالحجامة ان أمن على نفسه الضعف**.(عالمگیری۱/۱۹۹، قاضی خاں۱/۲۰۸)

بلا اختیار منہ میں مکھی یا دھواں چلا جانا

بلا اختیار منہ میں مکھی یا دھواں چلے جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔أو دخل حلقه غبار أو ذباب أو دخان ولو ذاكرا استحسانا.(شامی زکریا۳/۳۶۶۔شامی بیروت۳/۳۲۷)

کان میں پانی چلا جانا

کان میں خود بخود پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر باقاعدہ کان میں پانی داخل کیا تو ایک قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا۔أو خاض نهراً فدخل الماء أذنه ان كان بفعله على المختار لا يفسد للضرورة وان أدخله يفسد فى الصحيح لأنه وصل الى الجوف بفعله فلا يعتبر فيه صلاح البدن.(شامی زکریا۳/۳۶۷،طحطاوی علی المراقی ۳۶۲)

خود بخود قے ہونا

خود بخود قے آجانے سے بھی روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔أو ذرعه أى سبقه غلبه الفى .(مراقی افلاح ۳۶۲)

احتلام ہوجانا

احتلام(سوتے میں غسل کی حاجت ہوجانا) بھی مفسد صوم نہیں۔أو احتلم الخ لم يفطر .(شامی زکریا ۳/۳۶۷،شامی بیروت۳/۳۲۷)

دانت سے خون نکلے مگر پیٹ میں نہ جائے

دانت سے خون نکل کر پیٹ میں نہ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔أو خرج الدم بين أسنانه ودخل حلقه يعنى ولم يصل الى جوفه الخ لم يفطر.(شامی زکریا۳/۳۶۷،شامی بیروت۳/۳۲۷)

حالتِ جنابت میں صبح کرنا

حالتِ جنابت میں سحری کھانے کے بعد صبح صادق کے بعد غسل کرنے سے روزہ میں فساد نہیں آتا۔أو أصبح جنباً وان بقى كل اليوم .(درمختار مع الشامی زکریا۳/۳۷۲،درمختار مع الشامی بیروت۳/۳۳۳،مراقی الفلاح۳۶۲)

مذی نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ کی حالت میں مذی نکلنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔من الصائم امرأته وأمذى لا يفسد صومه.(

تاتارخانیہ۲/۳۷۱،احسن الفتاوی۴/۴۴۱)

دانت میں چنے کے بقدر غذا کا رہ جانا

اگر کوئی غذا چنے کی مقدر سے کم دانت میں پھنسی رہ جائے پھر منہ سے نکالے بغیر اسے نگل گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **وان أكل مـابين أسنانه لم يفسد وان كان قليلا وان كان كثيرا يفسد والحمصة وما فوقها كثير وما دونها قلي وان أخرجه وأخذه بيده ثم أكل ينبغي أن يفسد.**(ھندیہ۱/۲۰۲)

گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا

گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا بلا کراہت درست ہے۔ **ومـن اغتسل في ماء ووجد برده في باطنه لا يفطره.**

کلی کرنے کے بعد تھوک نگلنا

کلی کرنے کے بعد اگر وہ ایک مرتبہ تھوک باہر نکال دیا تو اب تھوک نگلنے سے روزہ میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ **ولو بقي بلل بعد مضمضة فابتلعه مع البزاق لم يفطر.**(ھندیہ۱/۲۰۳)

آنسو یا چہرہ کا پسینہ ایک دو قطرہ بلا اختیار حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **الدموع الخ، وكذا عرق الوجه اذا دخل فم الصائم.**(ھندیہ۱/۲۰۳،تاتارخانیہ۲/۳۶۹)

کان کا میل نکالنا

کان کا میل نکالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **أوحك أذنه بعود فخرج عليه درن مما في الصماخ ثم أدخله أي العود مراراً الى أذنه لا يفسد صومه بالاجماع.**(مراقی الفلاح۳۴۲)

پان کھانے کے بعد منہ میں سرخی دیکھنا

اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس میں کچھ حرج نہیں اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **أو بقي بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم يفطر.**(ھندیہ۱/۲۰۳)

منہ کی رال یا ناک سُڑکنے سے حلق میں چلا جانا

ناک کو اتنی زور سے سُڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی اسی طرح منہ کی رال نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **ولـــو دخل المخاط أنفه من رأسه ثم استنشقه فدخل حلقه عمداً لا يفطره لأنه بمنزلة ريقه.**(ھندیہ۱/۲۰۳،بہشتی زیور۳/۲۱)

ٹپکنے والی رال کو منہ میں کھینچ لینا

اگر منہ سے رال نکلی لیکن ابھی وہ منقطع ہو کر ٹپکنے نہ پائی تھی کہ اسے منہ کی طرف کھینچ کر نگل لیا تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔أوخرج مزاقه من الفم الى الذقن ولم ينقطع فابتلعه لايفسد صومه.(قاضی خان ۱/۲۰۷)

قے کا خود بخود لوٹ جانا

تھوڑی سی قے آئی پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ قصداً لوٹانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔اذا قاء أو استقاء مل ء الفم أو دونه عاد بنفسه أو أعاد أو أخرج فلا فطر على الأصح الا فى الاعادة.(ھندیہ ۱/۲۰۴)

ڈکار کے بعد منہ میں پانی کا آجانا

جس شخص نے سحری میں اس قدر کھایا ہو کہ طلوع آفتاب کے بعد ڈکاریں آتی ہیں اوران کے ساتھ پانی بھی آتا ہے تو اس سے روزہ میں کچھ حرج نہیں پڑتا۔رجل له علة يخرج الماء من فمه ثم يدخل ويذهب فى الحلق لا يفسد صومه كذافى التاتار خانيه .(ھندیہ ۱/۲۰۳،فتاویٰ رشیدیہ ۴۷۱،مسائل روزہ ۶۵)

خون روکنے کیلئے منجن استعمال کرنا

دانتوں سے خون روکنے کیلئے منجن استعمال کرنا جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔وكره له ذوق شىء الظاهر أن الكراهة فى هذه الأشياء تنزيهية (شامی زکریا ۳/۳۹۵،شامی بیروت ۳/۳۰۲،فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۰۴)

روزہ کی حالت میں سر میں تیل لگانا

روزہ کی حالت میں سر میں تیل جذب کرنا بلا کراہت جائز ہے۔أو أدهن اكتحل أو احتجم ون وجد طعمه فى حلقه الخ لم يفطر .(شامی زکریا ۳/۳۶۶،شامی بیروت ۳/۳۲۷،فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۰۴)

سر پر رومال بھگو کر رکھنا

روزہ کی حالت میں رومال بھگو کر سر پر رکھنا بلا کراہت جائز ہے۔وكذا لاتكره حجامة ولفف بثوب مبتل. (شامی زکریا ۳/۳۹۹،شامی بیروت ۳/۳۵۶،فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۰۵)

صرف قضاء کے وجوب کی صورتیں:

اگربتی کا دھواں ناک میں داخل کرنا

اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اگر بتی دھواں (یا کوئی بھی بھاپ) ناک یا منہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔لو أدخل حلقه الدخان أى بأى صورة كان الادخال حتى لو تبخر بخور فاٰواه الیٰ نفسه واشتمه ذکراً لصومه أفطر لامکان التحرز عنه.(شامی زکریا۳/۳۶۶)

روزہ کی حالت میں بھپارہ یا انہیلر لینا

دوا یا پانی کی بھاپ کا بھپارہ لینے سے روزہ فاسد ہوجائے گا،یہی حکم دمہ میں تسکین کیلئے آلہ''انہیلر'' کا ہے۔لو أدخل حلقه الدخان أى بأى صورة كان أفطر لامكان التحرز منه.(شامی زکریا۳/۳۶۶)

روزہ میں درد کی دوا استعمال کرنا

روزہ کی حالت میں درد کا کیپسول حلق میں ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔وهذا يفيد أنه اذا وجد يداً من تعاطى ما يدخل غباره فى حلقه ؤفسد لو فعل.(شامی زکریا۳/۳۶۶)

جان بوجھ کر قے کرنا

اگر روزہ کی حالت میں قصداً قے کی تو منہ بھر کر قے ہونے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائیگا جب کہ امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔وان استقاء أى طلب القى عامداً أى متذكراً لصومه وان كان ملا الفم فسد بالاجماع مطلقاً وان أقل لا عند الثانى وهو الصحيح لكن ظاهراً الرواية كقول محمدؒ أنه يفسد كمافى الفتح عن الكافى.(درمختار زکریا۳/۳۹۳)

نکسیر کا خون حلق میں چلا جانا

اگر روزہ دار کی نکسیر پھوٹی اور اس کا خون ناک سے حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔اذا خل دم رعافه حلقه فسد صومه.(تاتارخانیہ۳/۳۶۹)

منہ میں پان دبا کر سو جانا

منہ میں پان دبا کر سو گیا اور اسی حالت میں صبح ہوگئی تو روزہ نہیں ہوا۔قضاء رکھے کفارہ واجب نہیں۔وان أفطر خطا كان تمضمض فسبقه الماء أوشرب نائماً قضىٰ فقط.(شامی زکریا۳/۳۷۴،شامی بیروت

۳/۳۳۴،بہشتی زیور۳/۱۲)

کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا جانا

کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا۔قضاء واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔و ان أفطر خطأً كان تمضمض فسبقه الماء أو شرب نائماً قضى فقط.(شامی زکریا۳/۳۷۵،شامی بیروت۳/۳۳۴)

کان میں تیل ڈالنا

ناک یا کان میں تیل ڈالنے اور حقنہ کرانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔و من احتقن أو استحط أو أقطر فی أذنه أفطر و لا كفارة على..(ھدایہ ۱/۲۲۰)

غلطی یا دھمکی کی وجہ سے روزہ توڑ دینا

اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ دے یا دھمکی دے کر کسی کا روزہ فاسد کرایا جائے تو ایسی صورت میں صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ولو أكل مكرهاً أو مخطا عليه القضاء دو ان الكفارة.(ھندیہ ۱/۲۰۲)

پتھر کی کنکری یا مٹی کھانا

پتھر کی کنکری یا بے فائدہ مٹی کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضاء لازم ہوگی۔ولو ابتلع حصاة أو نواة وحجراً أو مدراً أو قطناً أو حشيشا أو كاغذة فعليه القضاء و لا كفارة.(ھندیہ ۱/۲۰۲)

کان یا ناک میں دوا ڈالنا

اگر کسی نے روزہ کی حالت میں کان یا ناک میں دوا ڈالی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ ومن احتقن أو استعط أو أقطر فی دهنا أفطر و لا كفارة عليه.(ھندیہ ۱/۲۰۴)

مسوڑھوں کا خون اندر چلا جانا

مسوڑھوں کا خون اندر چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضاء لازم ہوگی۔أو خرج الدم من بين أسنانه ودخل حلقه يعنى ولم يصل الى جوفه أما اذا وصل فان غلب الدم أوتساويا فسد.(شامی زکریا۳/۳۶۸،بیروت۳/۳۲۸،فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۱۴)

روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینا

روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا۔قضاء واجب ہے کفارہ نہیں۔وبه علم

حکم شرب الدخان ونظمه الشرنبلا يل في شرحه على الوهبانية يقوله وشاربه في الصوم لاشک يفطر.(شامی زکریا۳/۳۶۶،بیروت۳/۳۲۷،فتاویٰ دارالعلوم ۶/۶۱۵)

احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹا لیکن اگر کسی نے غلطی سے یہ سمجھ کر کہ احتلام کی وجہ سے روزہ جاتا رہا۔افطار کرلیا تو کفارہ نہیں صرف قضاء لازم ہے۔ أو أكل أوجامع ناسياً أواحتلم أو أنزل ينظر أو ذرعه القى فظن أنه أفطر فأكل عمداً فلا كفارة للشبهة .(شامی زکریا۳/۳۷۵)شامی بیروت۳/۳۳۵،فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۲۱)

انتہائی مجبوری میں افطار کرنا

سخت بیماری کی وجہ سے اگر روزہ افطار کرلے تو اس پر صرف قضاء کرنی پڑے گی کفارہ نہیں۔أو مريض خاف الزيادة لمرضه الخ يغلبة الظن بامارة أوتجربة أوياخبار طبيب حاذق مسلم مستور .(شامی زکریا۳/۴۰۳،شامی بیروت۳/۳۶۰،فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۲۲)

قصداً روزہ توڑ دیا پھر بیمار ہو گیا

اگر کسی نے قصداً روزہ توڑ دیا پھر بیمار ہو گیا یا عورت کو حیض آ گیا تو قضاء لازم ہوگی کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ ثم انما يكفر ان توى ليلا ولم يكن مكرهاً ولم يطرا مسقط كمرض وحيض.(وفي الشامية) أي بعد افطاره عمداً مقيماً ناوياً ليلا .(شامی زکریا۳/۳۹۰،شامی بیروت۳/۳۴۸،فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۲۸)

رمضان کے روزہ میں اگر عورت کے ساتھ مرد زبردستی مجامعت کرے تو عورت پر صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔ وان كانت مكرهة فعليها القضاء دون الكفارة وكذا اذا كانت مكرهة في الابتداء ثم طاوعته بعد ذلک.(عالمگیری ۱/۲۰۵)

روزہ میں ''اینما'' لینا

پیٹ کی صفائی کیلئے پیچھے کے راستہ جو دوا چڑھائی جاتی ہے (جس کو ''اینما'' کہا جاتا ہے) اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔وذا احتقن يفسد صومه.(تاتارخانیہ۲/۳۶۵)

قضاء کے ساتھ کفارہ کے جوب کی صورتیں:

کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟

روزہ یاد ہونے کی حالت میں اگر کوئی مکلّف شخص رمضان میں جان بوجھ کر بلا کسی اشتباہ کے کوئی دل پسند غذا یا نفع بخش دوا کھا پی کر یا جماع کر کے روزہ کو فاسد کرے تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔ (دیکھئے عالمگیری ۲۰۵،۲۰۶)

کفارہ کیا ہے؟

رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی آزاد کرے۔

اگر یہ ممکن نہ ہو جیسا کہ آج کل کا دور ہے تو لگاتار دو مہینہ کے روزے رکھے۔ درمیان میں ایک بھی ناغہ نہ ہو ورنہ پھر از سر نو رکھنے پڑیں گے،

اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

والکفارة تحریر رقبة الخ فان عجز عنه صام شهرین متتابعین لیس فیها یوم عید ولا أیام التشریق فان لم یستطع الصوم أطعم ستین مسکیناً یغدیهم ویعشیهم غداء وعشاء مشبعین. (ناور الیضاح مع مراقی الفلاح ۳۶۴)

عورت کیلئے ایام حیض عذر ہیں

عورت پر اگر کفارہ لازم ہو جائے تو اس کے ماہواری ناپاکی کے ایام عذر سمجھے جائیں گے اور ان دنوں میں روزہ نہ رکھنے سے اس کے تسلسل پر کوئی فرق نہ پڑے گا مگر پاکی کے بعد فوراً روزے مسلسل رکھنے ہوں گے۔ **فان أفطر ولو بعذر غیر الحیض استانف ویلزمها الوصل بعد طهرها من الحیض حتی لو لم تتصل تستأنف.** (طحطاوی ۳۶۶)

جماع میں حشفہ چھپ جائے تو قضاء و کفارہ دونوں لازم ہیں خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ **وتوارت الحشفة فی أحد السبیلین أنزل أولا، قضی و کفر.** (شامی زکریا ۳/۳۸۶، شامی بیروت ۳/۳۴۴)

دوسرے شخص کا تھوک نگل جانا

اگر کوئی دوسرے کا تھوک نگل لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ اگر اپنا تھوک ہاتھ میں لے کر نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا کفارہ لازم نہ ہوگا لیکن اگر محبوب تھوک ہے تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ **ولو بزاق حبیبه أو صدیقه وجبت کما ذکره الحلوانی لأنه لا یعافه.** (شامی زکریا ۳/۳۸۷، شامی بیروت ۳/۳۴۵، فتاویٰ دار العلوم ۶/۴۳۳)

روزہ میں عمداً کچا گوشت یا کچا چاول کھانا

روزہ کی حالت میں عمداً کچا گوشت اور کچا چاول کھانے سے بھی قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ ولٰکن یشکل علی ذٰلک وجوب الکفارة بأکل اللحم النیی ولومن المخرجة اللّٰهم الا أن یقال : اللحم فی ذاته مما یقصد به التغذی وصلاح البدن.(شامی زکریا۳/۳۹۷،شامی بیروت۳/۳۴۵، فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۴۱)

مکروھاتِ روزہ:

روزہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا

منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا روزہ کی حالت میں مکروہ ہے اگر چہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹا۔ویکرہ للصائم أن یجمع ریقه فی فمه دم یبتلعه. (ھندیہ۱/۱۹۱)

بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا

بلاعذر کسی چیز کے چکھنے اور چبانے سے روزہ میں کراہت آجاتی ہے۔وکـره ذوق شـیء وکـذا مضغه.(شامی زکریا۳/۳۹۵،شامی بیروت۳/۳۵۲)

نوٹ: اس کی کراہت عدم عذر پر موقوف ہے لہٰذا اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی عورت کا شوہر بدمزاج ہے اور کھانا خراب ہونے پر اس کے غصہ ہونے کا اندیشہ ہے تو اسے کھانے کا نمک زبان پر رکھ کر چکھنے کی اجازت ہوگی اور ایسی صورت میں روزہ مکروہ نہ ہوگا۔اسی طرح اگر چھوٹے بچہ کو روٹی چبا کر کھلانے کی ضرورت ہو اور روزہ دار عورت کے علاوہ وہاں کوئی اس ضرورت کو پورا کرنے والا نہ ہو تو وہ اسے چبا کر دے سکتی ہے لیکن یہ خیال رہے چکھنے یا چبانے میں کوئی حصہ حلق کے نیچے نہ اُترے ورنہ روزہ جاتا رہے گا۔وکـذا مـضـغة بـلا عـذر قید فیهـما قاله العینی ککون زوجها أو سیدها سیء الخلق فذاقت (وفی الشامیة) ومن العذر فـی الشـانی أن لا تجد من یمضغ لصبیها من حائض أو نفساء أو غیرهما ممن لا یصوم ولم تجد طبیخاً .(شامی زکریا۳/۳۹۵،شامی بیروت۳/۳۵۲)

ٹوتھ پیسٹ یا کوئی منجن استعمال کرنا

روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا کوئلہ یا کوئی منجن دانتوں میں ملنا یا عورت کا اس طرح ہونٹ پر سرخی لگانا کہ اس کے پیٹ میں چلے جانے کا اندیشہ ہو مکروہ ہے۔ وکـره لـهٗ ذوق شـیء وکذا مضغه (وفی

الشامية) الظاهر أن الكراهة فی هذه الأشياء تنزيهية .(شامی زکریا۳/۳۹۵،شامی بیروت ۳/۳۵۲،فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۰۴)

روزہ کی حالت میں کمزور کردینے والے کام کرنا

ہرایسا کام جس سے اس قدر ضعف کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑ دینا پڑ جائے گا مکروہ ہے۔لا يجوز أن يعمل عملاً يصل به الى الضعف.(درمختار مع الشامی زکریا۳/۴۰۰)شامی بیروت۳/۳۵۷)

روزہ کی حالت میں گناہ کے کام کرنا

روزہ کی حالت میں ہرگناہ کا کام خواہ قولی ہو یا فعلی روزہ کو مکروہ بنادیتا ہے۔أن النبی ﷺ قال من لم يدع قول الزور واعمل به فليس الله حاجة بأن يدع طعامهٗ وشرابه.(ترمذی ۱/۱۵۰)

مشکوک وقت تک سحری کو مؤخر کرنا

سحری میں تاخیر مستحب ہے مگر اتنا تاخیر کرنا کہ وقت میں شک پیدا ہوجائے مکروہ ہے۔ ثم تاخير السحور مستحب كذافى النهاية، ويكره تاخير السحور الى وقت يقع فيه الشك وهٰكذا فى السراج الوهاج.(ھندیہ ۱/۲۰۰)

بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا

بیوی کیلئے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے۔البتہ اگر بیمار ہے یا وہ بھی روزہ سے ہے یا محرم ہے تو مکروہ نہیں۔ويكره أن تصوم المرأة تطوعا بغير اذن زوجها الا أن يكون مريضاً أو صالحاً أو محرماً بحج أو عمرة.(ھندیہ ۱/۲۰۱)

مستحبات روزہ

(۱)سورج ڈوبتے ہی نماز سے پہلے روزہ کھولنے میں جلدی کرنا۔(۲) کھجور یا چھوارے سے افطار کرنا اس کے بعد پانی کا درجہ ہے۔(۳)جس چیز سے روزہ افطار کیا جائے وہ طاق عدد میں ہو۔(۴)افطار کے بعد دعاء ماثورہ کا پڑھنا مثلاً:اللّٰهم لک صمت بک اٰمنت وعليک توکلت وعلى رزقک افطرت .(۵) کچھ کچھ سحری کے وقت کھایا جائے خواہ تھوڑا سا ہی ہو یا ایک گھونٹ پانی ہو۔(۶)اتنی تاخیر نہ ہو کہ صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے۔(۷)زبان کو بیہودہ گوئی سے باز رکھا جائے اور ہر طرح کے حرام افعال مثلاً غیبت اور چغلی کرنے سے بہر حال بچا جائے۔(۸)رشتہ داروں محتاجوں

اور مسکینوں کو صدقات وخیرات سے نوزانا، حصولِ علم میں مشغول رہنا، تلاوت کرنا، درود شریف پڑھنا، ذکر الٰہی میں رات دن لگے رہنا اور اعتکاف کرنا۔ ویستحب السحور وتاخیرہ وتعجیل الفطر لحدیث ثلاث من أخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسوک الخ. (شامی زکریا ۳/۴۰۰، شامی بیروت ۳/۳۵۷)

وہ اعذار جن کی وجہ سے روزہ توڑ دینا جائز ہے:

جان کا خطرہ یا بیماری بہت بڑھ جانے کا اندیشہ ہو

اچانک ایسا بیمار پڑ جائے کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان خطرہ میں ہو جائے گی یا بیماری بڑھ جائے تو روزہ توڑ دینا بہتر ہے۔ المریض اذا خاف علی نفسه التلف أو ذهاب عضو یفطر بالاجماع وان خاف زیادة العلة وامتداده فکذٰلک عندنا وعلیه القضاء اذا أفطر. (هندیه ۱/۲۰۷۔ بہشتی زیور ۳/۱۷)

حاملہ عورت اپنی جان یا بچہ کی جان کا جان کا اندیشہ کرے

حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی کہ جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا خطرہ ہے تو روزہ توڑ دینا بہتر ہے۔ والحامل والمرضع اذا خافتا علی أنفسهما أو ولدهما أفطرنا قضتا ولا کفارة علیهما. (هندیه ۱/۲۰۷، بہشتی زیور ۳/۱۷)

پیاس سے بیتاب ہو جانا

کسی عمل کی وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنا بیتاب ہو گیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے لیکن اگر خود قصداً اس نے اتنا کام کیا جس کی وجہ سے ایسی حالت ہو گئی تو گنہگار ہوگا۔ لا یجوز أن یعمل عملا یصل به الی الضعف. (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۰۰، شامی بیروت ۳/۳۵۷)

دودھ پلانے والی عورت جب بچہ کی جان کا اندیشہ کرے

اگر دودھ پلانے والی عورت کو اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے شیر خوار بچہ ہلاک ہو جائے گا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہو جائے گی تو اس صورت میں رمضان میں روزہ افطار کرے اور بعد میں قضاء کر لے۔ أو حامل أو مرضع خافت بغلبة الظن علی نفسها أو ولدها.

زکوٰۃ

مستحقین زکوٰۃ

تعلیمات اسلام اور شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ اس فریضہ کو کہتے ہیں جو ہر سال آزاد عقلمند بالغ مسلمان اور مالک نصاب پر فرض ہوتا ہے، فریضۂ زکوٰۃ اسلام کے فرائض اہم میں سے ایک بڑا فریضہ ہے یہ ۲ھ میں مالدار اور صاحب استطاعت لوگوں پر فرض ہوئی اور یہ ایک ایسا فریضہ ہے کہ اگر مالدار مسلمان اس پر شدت کے ساتھ عمل پیرا ہو جائیں تو روئے زمین پر ایک بھی مسلمان فقیر نظر نہ آئے، اور مسلمانوں کا یہ غیر معمولی فقر وافلاس دیکھتے دیکھتے کافور ہو جائے، اسی طرح اگر اس پر متمدن اقوام کاربند ہو جائیں تو یقیناً ایک بہت بڑے معرکۃ الآرا مسئلہ کا بہت جلد حل ہو جائے کہ جس کے لئے علماء سے دماغ سوزی کر رہے ہیں لیکن اب تک وہ کوئی مناسب اور آسان صورت اشتراکیت کے متعلق اختیار نہ کر سکے مگر اسلام ہے کہ اس نے سیکڑوں برس پیشتر سے اس کے اوپر غور وخوض کر کے اپنا سہل الحصول قانون نافذ کر رکھا ہے۔

اگر غور سے کام لیجئے تو فوراً عیاں ہو جائے گا کہ اس نبی اُمّی کے قانون نے اشتراکیت ایسے لاینحل مسئلہ کو کس طرح سلجھا دیا ہے؟ اور کس دل آ گیں ودلفریبی سے امیر وغریب شاہ اور گدا، آقا اور غلام کو تمدن ومعاشرتی زندگی میں ایک صف میں لا کر کھڑا کرنا چاہا ہے؟

موازنہ:۔

تاریخ عالم سے پوچھو کہ کیا اپنے دامن میں کوئی قانون ایسا پاتی ہے کہ اس پر عمل پیرا ہو جائے کہ بعد امارۃ وغربت ریاست وحکومت کے باہمی فرق وامتیازات بالکل مٹ جاتے ہوں؟ خدا کی قسم اسلام کا واحد مقصد ہی یہ ہے وہ مخلوق خدا کو ایک صف میں لا کر کھڑا کر دے اور سوائے دین وتقویٰ کے اور کسی چیز میں ایک دوسرے کو کسی پر فخر ومباہا کرنے کا حق حاصل نہ رہے۔

چنانچہ اس نے جہاں اپنی ہمہ گیر تعلیمات سے اور چیزوں سے مساوات و یگانگت قائم کی۔فریضہ زکوٰۃ کے ذریعہ سے معاشرتی اور تمدنی زندگی میں بھی ایک عظیم الشان انقلاب برپا کر دیا کہ عمل کرنے والوں نے اس پر جب تک عمل کیا یہ ثابت کر دیا کہ دنیا میں اس فریضہ کی بدولت کوئی غریب نہیں رہ سکتا ہے چنانچہ خلیفہٗ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے وقت کا واقعہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنی دولت سے زکوٰۃ نکال کر فقیروں کو دینے کے لئے نکلتے تھے تو ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی کہ

''ہمارے یہاں تو خود ہی مال و دولت اتنا پڑا ہے خود کسی صاحب حاجت کی تلاش میں ہیں ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔''

درس حقیقت:۔

مگر افسوس آج مسلمان اس عظیم الشان اور اہم ترین فریضہ سے کس قدر غافل اور بے اعتناع ہیں۔وہ اسلام اور مسلمانوں کی ذلت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں دن رات ہولناک مصائب وتباہ کاریوں کا بچشم خود مطالعہ کرتے ہیں۔

مگران کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی ہے۔جس قدر یہ فریضہ زکوٰۃ عظمت ومرتبت کے لحاظ سے نہایت ہی اہم اور فائدہ ہمہ گیری کے اعتبار سے انتہا سے زائد پرُعظمت ہے اسی قدر اسلام نے بھی اس کی طرف بہت زیادہ توجہ اور اعتنا برتی اور اپنے پرستاروں پر اس کو بہت ہی اہم قرار دیا ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت کا انداہ اس سے ہوسکتا ہے کہ باری تعالیٰ نے قرآن پاک میں بے شمار مقامات پر زکوٰۃ دینے کے احکام اور اوامر و آتوا الزکوٰۃ کے پرعظمت الفاظ کے ساتھ صادر فرمائے ہیں اور نہ دینے والوں پر سخت سے سخت وعید فرمائی ہے۔

چنانچہ انتہائی قہر وجلال کے ساتھ یہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

﴿والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشر هم بعذاب الیم یوم یحمیٰ علیهافی نارجهنم فتکویٰ بها جبارهم و جنوبهم وظهور هم هذا ما کنز تم لا نفسکم فذ و قوا ما کنتم تکنزون﴾

''جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کے راستہ میں صرف نہیں کرتے انہیں سنا دو کہ ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہوگا،اس دن وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا

اور پھران کے ماتھے پہلو پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا کہ دیکھ لو انہیں چیزوں کو تم جمع کر کے رکھا کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو۔"

فرمان رسالت:۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پھر انہیں (اہل عین) کو خبر کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے امراء سے لے کر ان میں کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے گی (بخاری باب وجوب الزکوٰۃ)

جس طرح آنحضرت ﷺ نے زکوٰۃ دینے کے متعلق حکم دیا نہ دینے والے کو بھی معذب قرار دیا ہے حدیث میں ہے۔

﴿عن ابی هريره قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم يكون كنزاحد كم يوم القيامة شجا ما اقرع يغير منه صاحبه و بظبه حتى يلقم امها بعد﴾(مسند احمد)

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا خزانہ (جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہو) قیامت کے دن ایک گنجا سانپ ہوگا۔خزانہ والا اس سے بھاگے گا اور وہ اس کا پیچھا کرے گا یہاں تک کہ خزانہ والا اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دے گا۔"

زکوٰۃ کی اہمیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں جب لوگ زکوٰۃ نہ دینے پر مصر ہوئے تو آپ نے فوراً سب کو قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور باوجود حضرت عمرؓ اور دیگر کبار صحابہؓ کی شدید مخالفت کے لیکن وہ اپنے قول سے قطعاً نہ ہٹے۔

بلکہ یہی فرماتے گئے کہ خدا کی قسم جس نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کی، اس سے ضرور لڑوں گا۔ کیوں کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کو بھی خلیفہ اوّل کی رائے سے اتفاق کرنا پڑا اور یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ خدا کی قسم اللہ نے ابو بکرؓ کے سینہ میں یہ بات ڈال دی تھی اب میں بھی سمجھ گیا کہ وہی حق تھا۔ (بخاری)

صحابہ کا طرز عمل:۔

آج ہم اللہ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت مالدار اور صاحب جائداد ہیں مگر ہمارا حال یہ ہے کہ صدقات و خیرات کون کہے؟ سال کا اہم ترین فریضہ زکوٰۃ ہی نہیں ادا کیا جاتا۔ مگر ذرا صحابہ کرامؓ کی طرف بھی غور فرمایئے اور چشم بصیرت سے دیکھئے کہ وہ گو کہ مفلس تھے نادار تھے اور سخت تنگدست تھے مگر ان کا دل غنی اور جوہر سخاوت سے لبریز تھا وہ اپنے مال کو زکوٰۃ کے علاوہ بھی دیگر مختلف طریقوں سے راہِ خدا میں صرف فرمایا کرتے تھے۔

زکوٰۃ چونکہ مذہبی فریضہ تھا اس لئے ان کی سخاوت و فیاضی کے بادل سب سے پہلے اسی پر گرج گرج کر برسا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کا یہ عالم دستور تھا کہ جب کھجور کی فصل تیار ہوتی تو وہ زکوٰۃ کی کھجوریں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لاتے اور آپ کے گرد ڈھیر لگا دیتے تھے (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

جو لوگ اسلام لائے سب سے پہلے زکوٰۃ کا فریضہ ہی ادا کرتے، قبیلہ طے اسلام لایا تو ان کے سردار عدی بن حاتم اپنا اور اپنے قبیلہ کا صدقہ لے کر حاضر ہوئے چونکہ یہ اسلام میں سب سے پہلا صدقہ تھا اس لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا چہرہ فرط سے دمک اُٹھا۔ (مسلم شریف)

عورتوں کو زیورات سب سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں مگر صحابیاتؓ اللہ اور رسول کی رضا مندی اس سے بھی بڑھ کر عزیز تھی ایک صحابیہؓ آپ کے پاس تشریف لائیں اُن کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے آپ نے سوال کیا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟

انہوں نے جواب دیا نہیں فرمایا تو پھر کیا تم اس کو پسند کرو گی کہ اس کے بجائے تم کو قیامت کے دن آگ کے کنگن پہنائے جائیں؟ یہ سنتے ہی انہوں نے ان کو آپ کے سامنے اتار کر پھینک دیا کہ یہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے کے ہیں۔ یہ تو پھر زکوٰۃ کا تذکرہ تھا۔

صدقات و خیرات سے جو کہ فرض ہے اور نہ واجب ہے اس میں بھی صحابہ کرامؓ کا یہ طریقۂ عمل تھا کہ بعض بعض مواقع پر انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا کل مال متاع خیرات میں دے ڈالا اور جب سوال کیا گیا۔ کہ بال بچوں کے لئے گھر میں کیا رکھ چھوڑا تو خندہ پیشانی سے جواب دیا کہ صرف اللہ اور

اس کے رسول ﷺ کا اسم گرامی اور بس۔"

انعام الٰہی:۔

یہ مختصر سا تذکرہ آج سے چودہ سو برس پیشتر کے ایک اقبال مند طبقہ کا تھا کہ جس نے اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو سنا اور فی الفور آمنا و صدقنا کی پرزور صدا بلند کی اور اپنی انتہائی محنت و جفاکشی سے حاصل کی ہوئی دولت کو اللہ و رسول ﷺ کے ایک ادنیٰ سے اشارہ پر بے دریغ خرچ کر ڈالا۔

ان کی یہ سعادت بھری آواز اور خلوص بھرے اعمال اور فیاضیاں مالک کو بھی کچھ ایسی بھائیں کہ اس نے اپنے لامتناہی اور بے پایاں خزانہ سے اتنی دولت عطا فرمائی کہ وہ خود اس کے آگے عاجز آ گئے اور قارون و فرعون کے خزانہ ماند پڑ گئے اخروی مرتبہ اور عظمت بھی کچھ اتنی اور ایسی بخشی کہ خود قرآن مجید میں ان اقبال مند بندوں کی بے شمار مقامات پر خوب خوب مدح و ثناء فرمائی اے کاش آج کل کے مسلمان بھی اس کے احکامات سن کر لبیک کہتے اور مالک کی ابدی رضامندی حاصل کرتے۔

ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان له قلب او القی السمع و هو شهید۔

مصرف و مستحقین زکوٰۃ

زکوٰۃ، صدقۂ فطر، قربانی کی کھال وغیرہ صدقاتِ واجبہ میں سے ہیں، ان کے مصرف خود قرآن پاک نے متعین کئے ہوئے ہیں، جب بھی رمضان المبارک کا مہینہ جب سے شروع ہوتا ہے ہمارے ملک میں خصوصا اور دوسرے ممالک میں عموماً اشتہارات، بینروں اور پمفلٹوں کی بہار آجاتی ہے، الیکٹرانک میڈیا (ٹی، وی وغیرہ) اور اخبارات وغیرہ بھی اس میں پیش پیش ہے، جس میں زکوٰۃ اور فطرہ کی رقم کو اپنا حق قرار دیکر اپنی طرف مخیّرین کو متوجہ کیا جارہا ہے، اکثر انجمنیں، ادارے، اور ان کو چلانے والے غیروں کی سرپرستی میں چل رہے ہیں، ان لوگوں کو زکوٰۃ تو کیا اسلام کے روزمرہ کے فرائض واجبات کا بھی علم نہیں ہے،

جن لوگوں کو کبھی مسجد میں جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی، رمضان کا روزہ بھی رکھنا نصیب میں نہیں ہے، وہ لوگ آج زکوٰۃ کی صدا لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں، عموماً یہ لوگ دکھی انسانیت کے نام

پر سارا سال چندہ اکٹھا کرتے ہیں، اور رمضان المبارک کے مہینہ کو یہ لوگ خصوصا اس کے لئے استعمال کرتے ہیں، ایک تو ان کا مقصد اپنا دھندا چمکانا ہوتا ہے، غیر ملکی خفیہ امداد سے یہ لوگ غیر محسوس طریقہ سے لوگوں کے عقائد میں تذبذب پیدا کرتے ہیں، دوسرے یہ کہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کی رقم کا استعمال غلط طریقہ سے کرتے ہیں،

غلط اور غیر شرعی کاموں پر لگاتے ہیں، ناچنے گانے والے بھانڈوں اور میراثیوں نے ہسپتال بنا کر قوم کو لوٹنا شروع کر دیا ہے، اور جو لوگ ضرورت مند اور زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے مستحق ہیں ان تک یہ رقم نہیں پہنچتی، سب ان لوگوں کے اللّوں تللّوں پر خرچ ہوتی ہے، مخلص اور مخیّر حضرات ان کے اشتہارات دیکھ کر ان کے جال میں آجاتے ہیں۔

یاد رکھیئے صدقات واجبہ کا سب سے پہلا مصرف اپنے قریبی غریب عزیز ہیں پھر اس کے بعد دوسرے لوگ۔ نیز آجکل عزیزوں کے بعد اگر کوئی صدقات واجبہ کا مستحق طبقہ ہے تو وہ صرف اور صرف دینی مدارس کے غریب الدیا طلباء ہیں، جو کہ آج کل کے مشکل ترین دور میں قال اللہ اور قال الرّسول کی صدا بلند کئے ہوئے ہیں۔ آج کل این، جی، اوز کو محض اسلیئے میدان میں لایا گیا ہے تا کہ لوگ دینی اداروں کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اگر زکوۃ دے رہے ہو تو دینے والے سے یہ بھی سوال ہوگا کہ کس کو دی، اور ان لوگوں کا مصرف کیا تھا۔

نیز ایک اور رسم ہمارے ہاں چلی ہوئی ہے کہ بیوہ عورت اور یتیم بچے کو زکواۃ کا مستحق سمجھا جاتا، صرف بیوہ یا یتیم ہونے سے صدقات واجبہ کا استحقاق نہیں بنتا کیونکہ یہ دونوں مالدار بھی ہو سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ جس بیوہ کے پاس نصاب کے مطابق سونا یا چاندی ہو اس کو بھی زکواۃ یا صدقۂ فطر نہیں دیا جا سکتا بلکہ اس پر تو خود زکواۃ واجب ہے۔

تو اسلیئے زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے خوب تحقیق کر لینی چاہیے، اور علماء سے رجوع کر کے مستحقین زکوٰۃ کے متعلق آگاہی حاصل کر لینی چاہیے۔ تا کہ زکوٰۃ صحیح مصرف پر خرچ کی جا سکے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد پر **سب سے پہلا فتوائے تکفیر**

تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں

ابن نفیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی قسط 55

کچھ عرصہ قبل ماہنامہ ملیہ کے ایک قاری نے کسی صاحب کا مضمون ای میل کیا تھا، جو کہ کچھ عرصہ قبل کسی ماہنامہ میں شائع ہوا تھا۔ صاحب مضمون نے رسالہ ملیہ میں تحریک ختم نبوت کے عنوان سے میری طرف سے لکھی گئی تحریر کو اپنے قلم کا تختۂ مشق بنایا ہے۔ ان صاحب قلم کے اس مضمون پر میں کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھتا تھا، کیونکہ یہ مضمون اس قابل نہیں تھا کہ اس پر کچھ لکھا جائے۔ صاحب مضمون کی یہ تحریر جسمانی کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی معذوری کا پتہ دیتی ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو محقق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کے لئے اس قسم کے لوگ بلاوجہ اپنی جہالت دکھانے کے لئے ہر ایک کو غلط ثابت کرنے کے لئے تحقیق کے نام پر لمبے چوڑے طومار لکھتے ہیں، جس کا مقصد اپنی مشہوری کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ سننے میں آیا ہے کہ ان صاحب نے عقیدۂ ختم نبوت پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان صاحب نے اس موضوع پر بھی اسی قسم کی اپنی گوہر افشانیاں چھوڑی ہونگی۔ اگر چہ ان صاحب کے مضمون کا جواب دینا وقت اور صفحات کا ضیاع تھا مگر ساتھیوں کے اصرار پر وہ بھی اس لئے کہ شاید ان صاحب کا یہ مضمون پڑھ کر کچھ مخلص حضرات کے دلوں میں شبہات پیدا نہ ہو جائیں اس لئے گزشتہ ماہ سے کچھ جوابی سلسلہ شروع کیا ہے۔ چند باتوں کی طرف اشارہ کردوں گا، وہ بھی ساتھیوں کی تسلی کے لئے، نہ کہ صاحب مضمون کو جواب دہی کے لئے۔

ہم نے لکھا تھا کہ اقبال مرحوم نے یورپ کا فلسفہ پڑھا تھا اور ابتدا میں اُسی یورپی فلسفے کی آنکھ سے ملائیت کو دیکھتے اور تنقید کرتے تھے۔ مگر جب علماء حق کے قریب ہوئے تو اقبال مرحوم کی علماء کے متعلق غلط فہمی دور ہوگئی۔ یہ بات موصوف کو پسند نہیں آئی، اس پر موصوف لکھتے ہیں:

> یاد رہے کہ علامہؒ کبھی بھی علماء سے دور نہیں رہے بلکہ علامہؒ کی تو پیدائش اور پرورش ہی انتہائی پاکیزہ دینی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے والد شیخ نور محمدؒ تصوف میں بلند

مرتبہ کے حامل ایک متبحر ٹُٹ عالم دین اور سلسلہ قادریہ میں سائیں عبداللہ قادریؒ سے بیعت تھے۔جس گھرانے کا سربراہ ایک عالم دین ہو اس کے افراد کیلئے ''علماء سے دوری'' فرض کر لینا قرینِ انصاف نہیں ہے۔

ماشاءاللہ کیا خوب کہی،انہیں چاہیے تھا کہ اقبال کے ملائیت کے نام پر علماء کے خلاف کہے گئے اشعار پر بھی ایک نظر ڈال لیتے۔دنیا نے دیکھا ہے کہ نبیوں کی اولادوں تک نے اپنے والدین کی لائی ہوئی تعلیمات سے دوری اختیار کی،وہاں پر اقبال کے والد کے سائیں عبداللہ قادری کی کرامت کیا رنگ لائے گی۔اور پھر اُسی سائیں عبداللہ قادری کا مرید(علامہ کا والد نور محمد)مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت بھی کر بیٹھا۔موصوف کا مضمون ہی مجموعۂ اضداد ہے۔جہاں اقبال کے والد مرحوم کا کسی پیر عبداللہ قادری کی بیعت کے متعلق لکھ کر انہیں اوران کی اولاد اقبال کو ہر عیب سے مبرّ اقرار دے رہے ہیں وہیں یہ صاحب اقبال کے والد کی مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت اوراس کی تحریک احمدیت میں ان کے محرک کردار کا بھی ذکر کر رہے ہیں۔موصوف مرزا قادیانی کے بیٹے کے حوالے سے ایک تحریر لکھ رہے ہیں:

علامہ اقبال کے والد گرامی شیخ نور محمد کی قادیانیت سے برأت کے ضمن میں مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے منشی محمد اسماعیل سیالا کوٹی کے حوالے سے لکھا ہے:

''ڈاکٹر سر محمد اقبال جو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے،ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔شیخ نور محمد صاحب نے غالباً ۱۸۹۱ءیا ۱۸۹۲ء میں مولوی عبدالکریم اور سید حامد شاہ صاحب کی تحریک پر مسیح موعود کی بیعت کی تھی۔اُن دنوں سر محمد اقبال سکول میں پڑھتے تھے اوراپنے باپ کی بیعت کے بعد وہ بھی اپنے آپ کو احمدیت میں شمار کرتے تھے اور حضرت کے معتقد تھے۔چونکہ سر اقبال کو شعر و شاعری کا شوق تھا،اسلئے ان دنوں میں انہوں نے سعداللہ لدھیانوی کے خلاف مسیح موعود کی تائید میں ایک نظم بھی لکھی تھی مگر اس کے چند سال بعد جب سر اقبال کالج میں پہنچے تو ان کے خیالات میں تبدیلی آ گئی اورانہوں نے اپنے باپ کو سمجھا بجھا کر احمدیت سے منحرف کر دیا۔چنانچہ شیخ نور محمد صاحب نے مسیح موعود کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر کیا کہ سیالکوٹ کی جماعت چونکہ نوجوانوں کی

جماعت ہے اور میں بوڑھا آدمی ان کے ساتھ چل نہیں سکتا لہٰذا آپ میرا نام اس جماعت سے الگ رکھیں۔ اس پر حضرت صاحب کا جواب میر حامد شاہ صاحب کے نام لکھا گیا جس میں لکھا کہ شیخ نور محمد کو کہہ دیں کہ وہ جماعت سے ہی الگ نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ ہیں۔ اس تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا بشیر احمد قادیانی نے لکھا:

ڈاکٹر سر محمد اقبال اپنی زندگی کے آخری ایام میں (قادیانیت کے) شدید طور پر مخالف رہے اور ملک کے نوتعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا اس کی بڑی وجہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا مخالفانہ پراپیگنڈہ تھا۔

مضمون نگار کا موقف ہے کہ علامہ اقبالؒ کے ناقص فہم عقیدہ ختم نبوت کی وجہ سے اُن کے والد محترم قادیانیت کے دام میں پھنسے جبکہ مرزا بشیر احمد قادیانی تحریر کر رہا ہے کہ علامہ صاحب نے سمجھا بجھا کر اپنے والد کو احمدیت سے منحرف کر دیا اور وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں قادیانیت کے شدید مخالف رہے اور ملک کے نوتعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا اس کی بڑی وجہ علامہ محمد اقبال ہی تھے۔ مضمون نگار اگر تعصب کی عینک اتار کر غور فرمائیں کہ شیخ نور محمدؒ کا مرزا قادیانی کی بیعت کرنا اور اس کے دعویٰ نبوت سے بھی قبل اس سے الگ ہوجانا زیادہ قابل اعتراض امر ہے یا قادیانیت کا کفر کھل کر سامنے آجانے کے باوجود ان کے مذہبی پیشواؤں کی طرف سے اس کی تعریف وتوصیف میں بیانات جاری رکھنا زیادہ قابل گرفت امر ہے؟

لگتا ہے کہ صاحب مضمون نے اپنے طور پر بڑا تیر مارا ہے۔ جبکہ ان صاحب نے وہی بات کی ہے جو کہ ہم نے لکھی ہے۔ ہم نے بھی یہی لکھا تھا کہ علامہ اقبال کے والد نے مرزا قادیانی کی بیعت کی تھی۔ اور اپنی تحریر میں بھی صاحب مضمون نے یہی کچھ لکھا ہے۔ ان صاحب نے یہ لکھا کہ اقبال مرحوم کے سمجھانے پر اس کے والد نے قادیانیت سے توبہ کر لی تھی، ہم نے بھی یہی لکھا تھا کہ اقبال کے سمجھانے پر ان کے والد نے قادیانیت سے توبہ کی۔ مگر فرق صرف یہ ہے کہ صاحب مضمون نے قادیانیوں کی روایت کو حجت سمجھا ہے جبکہ ہم نے تحریک ختم نبوت میں مجاہدانہ کردار ادا کرنے والے اکابر کو حجت سمجھا ہے۔ صاحب مضمون نے قادیانیوں کی روایت کے مطابق لکھا ہے کہ اقبال نے اپنے والد کو کالج میں داخلے کے بعد ہی سمجھا بجھا کر قادیانیت سے منحرف کر دیا تھا، گویا کہ اس وقت کالجوں میں

قادیانیت کے خلاف اُکسایا جاتا تھا۔ ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر اقبال نے کالج کے دور میں ہی یہ سب کچھ کردیا تھا تو پھر اپنے اس عمل کے بعد مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ کیسے کہتے رہے۔

صاحب مضمون تو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اقبال مرحوم کے والد ابتدا ہی میں اقبال کے سمجھانے سے قادیانیت سے تائب ہوگئے تھے، جس کے متعلق انہوں نے مرزا قادیانی کے بیٹے کی اس تحریر کا حوالہ دیا ہے۔

> چنانچہ شیخ نور محمد صاحب نے مسیح موعود کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر کیا کہ سیالکوٹ کی جماعت چونکہ نوجوانوں کی جماعت ہے اور میں بوڑھا آدمی ان کے ساتھ چل نہیں سکتا لہٰذا آپ میرا نام اس جماعت سے الگ رکھیں۔ اس پر حضرت صاحب کا جواب میر حامد شاہ صاحب کے نام لکھا گیا جس میں لکھا کہ شیخ نور محمد کو کہہ دیں کہ وہ جماعت سے ہی الگ نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس تحریر سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ اقبال کے والد نے اس وقت قادیانیت سے توبہ کرلی تھی، اس تحریر میں تو سیالکوٹ کی مقامی جماعت کا رونا رویا گیا ہے اور اس مقامی جماعت سے علیحدگی کی بات کی ہے، بیعت توڑنے کا ذکر کہیں نہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی نے خود اپنی طرف سے انہیں کام نہ کرنے کی پاداش میں اپنے نام نہاد اسلام سے علیحدکرنے کی دھمکی دی ہے۔ تو کیا پھر اس کے بعد اقبال کے والد واقعی قادیانی جماعت سے الگ ہوگئے تھے؟ اس تحریر میں ایسی کوئی وضاحت نہیں پائی جاتی۔

نیز صاحب مضمون لکھتے ہیں کہ

> ’’وہ (اقبال مرحوم) اپنی زندگی کے آخری ایام میں قادیانیت کے شدید مخالف رہے اور ملک کے نوتعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا اس کی بڑی وجہ علامہ محمد اقبال ہی تھے‘‘۔

یہی بات ہم نے بھی لکھی ہے اور زور دیا ہے کہ اقبال مرحوم نے زندگی کے آخری ایّام میں قادیانیت کی شدت سے مخالفت کی، اور ماڈریٹ طبقہ میں قادیانیت کے خلاف جو شعور اُجاگر ہوا اس کا سہرا اقبال مرحوم ہی کے سر ہے، شروع شروع میں قادیانیوں کے ساتھ اقبال کا رویہ مفاہمانہ تھا۔ تو اس

میں اختلاف کس بات کا ہے، اور صاحب مضمون کس بات پر سیخ پا ہوئے۔

نیز لکھتے ہیں کہ

> حالانکہ علامہ کے والد شیخ نور محمد اور ان کے بھائی شیخ عطا محمد کی طرف سے مرزا قادیانی کی بیعت کرنے اور پھر اسے توڑ دینے کے واقعات تو مرزا کے دعویٰ نبوت سے بھی بہت پہلے کے ہیں۔ اہلِ علم سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے تقریباً چھ سال قبل ۱۸۹۵ء میں جوں ہی مرزا قادیانی کا کفر شیخ نور محمد پر واضح ہوا تو آپ نے مرزا قادیانی کو خط لکھ کر اُس کی بیعت توڑ ڈالی تھی۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ صاحب مضمون کے فرمان کے مطابق ''اقبال کے والد ایک متبحر عالم دین اور صوفی سائیں عبداللہ قادری کے مرید تھے وہ کیسے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کر سکتے ہیں'' مگر یہاں خود ہی اقرار فرما رہے ہیں کہ اُسی سائیں عبداللہ قادری کے مرید نور محمد اور اس کے بیٹے عطاء محمد نے مرزا قادیانی کی بیعت کر لی، اگرچہ بعد میں رجوع کر لیا۔

یہاں عرض ہے کہ مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ ہمارے خاندان کے اکابر نے اس کی کتاب براہین احمدیہ پڑھ کر ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں ہی دیا دیا تھا کیونکہ اس میں در پردہ نبوت ہی کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن دنوں (۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء م) میں اقبال مرحوم کے والد نے مرزا قادیانی کی بیعت کی انہی دنوں تو مرزا قادیانی کے خلاف علماء ہند کا تازہ تازہ فتویٰ شائع ہوا تھا، جو کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی محنتوں کا نتیجہ تھا۔ جبکہ اس سے پہلے مولانا بٹالوی مرزا قادیانی کے تمام دعووں کے مؤید و مصدق تھے، انہیں بھی تحقیق کے بعد مرزا قادیانی میں کفر نظر آ گیا تھا۔ جبکہ اس وقت تو مرزا قادیانیوں پر کفر کا فتویٰ دینے کی مخالفت کرنے والوں نے بھی اس کفر کے متفقہ فتویٰ پر دستخط کر دیئے تھے تو عین اس وقت اقبال کے والد کو مرزا قادیانی کی بیعت کی سوجھی۔ اور پھر بقول مضمون نگار ''مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے تقریباً چھ سال قبل ۱۸۹۵ء میں جوں ہی مرزا قادیانی کا کفر شیخ نور محمد پر واضح ہوا تو آپ نے مرزا قادیانی کو خط لکھ کر اُس کی بیعت توڑ ڈالی تھی''۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مضمون نگار کے نزدیک جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا تھا، تو پھر اقبال مرحوم کے والد کو مرزا قادیانی میں کونسا کفر نظر آ گیا تھا جس کی بنا پر انہوں نے بیعت توڑ ڈالی، اس کفر کی وضاحت کہیں نہیں کی گئی۔ جبکہ اقبال مرحوم کے والد نے کہیں بھی بیعت توڑنے اشارہ تک نہیں کیا۔ اور نہ ہی کوئی ایسی وجہ بتائی جس کی وجہ سے بیعت توڑی گئی۔

نیز مضمون نگار لکھتے ہیں کہ:

''مضمون نگار نے علامہؒ کی طرف سے بعض دینی مسائل کے حل کے لیے قادیانی حکیم نورالدین بھیروی کی طرف رجوع کرنے پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علامہ ایک عرصہ تک اپنے طور پر مسائل کیلئے مرزا قادیانی کے جانشین حکیم نورالدین سے فتوے منگواتے رہے۔ اس عتراض کا جواب گزشتہ صفحات میں صاحب اعتراض کی اپنی ہی تحریر کے اقتباسات میں بھی آ چکا ہے۔ مزید عرض گزار ہوں کہ اگر علامہؒ نے نورالدین بھیروی کے بارے میں مثبت خیالات رکھنے کی بدولت کسی دینی مسئلہ میں اس کی طرف رجوع کیا بھی تو یہ مارچ ۱۹۱۴ء سے پہلے کی بات ہے کیونکہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء میں حکیم نورالدین بھیروی واصل جہنم ہو گیا تھا۔

تو ہم نے جو بات لکھی اس میں غلط کیا تھا، مضمون نگار اس بات کا جواب میرے ہی طرف گھمانے کی بجائے خود دیدیتے تو بہتر تھا۔ میرا خیال ہے کہ صاحب مضمون نے یہ لکھ کر اپنا جواب ریکارڈ کرا دیا ہے کہ

گویا کہ ۱۹۱۴ء میں حکیم نوالدین کے مرنے تک اس میں کوئی کفر کی وجہ نہیں پائی جاتی تھی۔ اور اقبال نے جو کچھ کیا وہ صحیح تھا۔ جیسے کہ اقبال مرحوم نے اپنے بڑے بیٹے آفتاب اقبال کو قادیان میں قادیانی سکول میں داخل کروایا۔ آخر کچھ تو غلط تھا جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ اور یہ بات غالباً صاحب مضمون کے نزدیک اقبال مرحوم کی دینی فراست ہوگی۔

صاحب مضمون نے اپنی تحریر میں ان علماء کا تذکرہ فرمایا ہے جنہوں نے اپنی علمی فہم کے مطابق ابتداء میں مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا تھا یا اس فتوے کی مخالفت کی تھی۔

پہلی بات یہ کہ جن علماء کی طرف سے ایسا عمل سرزد ہوا تو ہم نے ان کے متعلق بھی لکھا بلکہ بڑی سختی کے ساتھ لکھا۔ اگر ہم نہ لکھتے تو صاحب مضمون کو بھی علم نہ ہوتا۔ نیز ان لوگوں نے بھی اپنی اس غلطی کا اعتراف بھی کیا ہے۔ تو اس پر عورتوں کی طرح طعنے دینے کا کیا مطلب؟۔

ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ہمارے اکابر کے محتاط رویہ کو تو بڑے زور سے ہدف تنقید بنایا جاتا ہے مگر کوئی یہ نہیں بتلاتا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دینے میں بڑی لمبی مدت تک متأمل کیوں رہے۔ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ ہمارے

خاندان نے ۱۳۰۱ھ میں دیا۔اس کے بعد مولانا غلام دستگیر قصوری نے ۱۳۰۲ھ میں مرزا قادیانی کا تعاقب شروع کیا اور ۱۳۰۳ھ میں ایک استفتاء مرتب کر کے دنیائے اسلام کے علماء کو بھیجا۔جس میں حجاز میں مدینہ منورہ،مکہ مکرمہ،اور بغداد کے علماء کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے جید علماء سے بھی استفسار کیا،اور اس استفتاء کا جواب ۱۳۰۵ھ میں آیا۔گویا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری کا فتویٰ ۱۳۰۵ھ میں مؤثر ہوا۔اس کے بعد مولانا محمد حسین بٹالوی نے ۱۳۰۸ء مطابق ۹۲-۱۸۹۱ء میں استفتاء مرتب کر کے علماء ہند کے پاس بھیجا اور انہوں نے تگ و دو کر کے انہی دنوں اس کا جواب بھی حاصل کر لیا اور شائع بھی کر دیا۔ان دونوں استفتاء کے جواب میں مرزا قادیانی کے کفر پر اس وقت کے علماء نے دستخط و مواہیر ثبت کیئے۔کیا ہمیں بتایا جا سکتا ہے کہ ان دونوں فتووں پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دستخط کیوں نہیں ہیں۔مولانا محمد حسین بٹالوی کے استفتاء پر دستخط نہ کرنے کے متعلق تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا مسلکی اختلاف تھا،ہوسکتا ہے اس لئے اس پر دستخط نہ کیئے ہوں۔مگر مولانا غلام دستگیر قصوری تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ہم مسلک کہلائے جاتے ہیں،ان کے استفتاء پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے دستخط کیوں نہیں کیئے۔کیا اعلیٰ حضرت کو مرزا قادیانی کی تکفیر پر انشراح صدر نہ تھا،یا مولانا غلام دستگیر قصوری کو اعلیٰ حضرت کی علمی فقاہت پر اعتماد نہیں تھا۔اعلیٰ حضرت کی طرف سے قادیانیوں پر کفر کا پہلا فتویٰ ۱۳۱۵ھ میں ان کے صاحب زادہ کی طرف سے آیا،وہ بھی کسی کے نکاح کے متعلق تھا،باقاعدہ نہیں۔البتہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی طرف سے باقاعدہ فتوائے تکفیر ۱۳۱۹ھ کو آیا۔یعنی علماء لدھیانہ کے فتوائے تکفیر کے ۱۹؍سال بعد،مولانا غلام دستگیر قصوری کے فتویٰ کے ۱۴؍سال بعد اور مولانا محمد حسین بٹالوی کے فتویٰ کے تقریباً ۱۰؍سال بعد۔اب سوال یہ ہے اتنا طویل عرصہ خاموشی کا کیا مطلب؟۔

صاحب مضمون اقبال اور علماء میں فرق ہی نہیں کر سکے کہ اقبال اور علماء میں مقام کا کیا فرق ہے۔یہ فرق ان کو اپنے مسلک کے اکابر سے معلوم کر لینا چاہیے تھا۔مگر لگتا ہے کہ ان صاحب کو اپنے مسلک کے اکابر کی بھی توجیہ قابل قبول نہ ہو۔سیدھی سی بات ہے اقبال مرحوم ابتدا میں یورپ کے فلسفہ کے فریب خوردہ تھے،اگر نہ بھی ہوتے تب بھی وہ عالم دین نہ تھے،اس کے متعلق گزشتہ شماروں میں ہم اقبال مرحوم کا خط شائع کر چکے ہیں جس میں اقبال مرحوم نے دینی علوم میں اپنی کم آئیگی کا اظہار کیا ہے۔اس لئے علماء کے مقابلے میں اقبال مرحوم نہ تو عالم تھے نہ مفتی تھے اور نہ ہی اجتہاد کے اس مقام پر تھے جس کی تعریف مجتہدین کرام نے کی ہے۔جس میں لکھا ہے کہ مجتہد جب اجتہاد کرتا ہے تو صحیح اجتہاد

میں اس کو دو نیکیاں ملتی ہیں اور اس کا اجتہاد اگر غلط بھی ہو تو تب بھی اس کو نیکی ہی ملتی ہے، اس لئے کہ اس کے اجتہاد میں نیک نیتی شامل ہوتی ہے۔ اور غیر مجتہد اگر نیک نیتی سے صحیح اجتہاد بھی کرے تب بھی وہ قابل قبول نہیں ہے۔ اقبال مرحوم اس پائے کے نہ تھے کہ ان کے اجتہاد کو تسلیم کیا جاتا۔ اقبال مرحوم اگر مرزا قادیانی کی جماعت کو اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ سمجھتے تھے تب بھی ان کی بات قابل حجت نہیں اور گر اقبال مرحوم بعد میں قادیانی ٹولے کو کافر قرار دیتے ہیں تب بھی ان کی بات کو اجتہاد کا مقام نہیں دیا جاسکتا۔ البتہ اقبال مرحوم کا اجتہاد ان نام نہاد ملاّؤں سے کئی گنا اعلیٰ ہے جنہوں نے اقبال مرحوم پر کفر کے فتوے دیئے۔ اقبال کے پاس جو بھی فیض تھا وہ علماء حق سے علمی خوشہ چینی کا ثمرہ تھا۔ اقبال نے بعد میں علماء اسلام کی صحبت سے فیض حاصل کر کے قادیانیت کے اصل روپ کو پہچانا، اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

صاحب مضمون نے اپنی تحریر میں ان علماء کو تنقید کا نشانہ بنایا جنہوں نے تحریک ختم نبوت میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں، یا پھر حق کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دیا مگر کسی کے سامنے سر نہ جھکایا، موصوف ان علماء کو اقبال کی آڑ لیکر علماء سُو میں شامل کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں

> علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی انقلاب انگیز تعلیمات کی موجودگی میں بعض افراد اور گروہوں کو جب اپنی مخصوص تعبیر اسلام کی بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی تو وہ اقبالؒ کے حوالے سے ''علماء سے دوری کا زمانہ'' اور علماء'' کو سمجھ لینے کا زمانہ'' کا فلسفہ گھڑتے ہیں۔ علامہ کے کلام میں ملاّ کی جو اصطلاح استعمال ہوئی ہے، اس کا مخصوص پس منظر ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ علمائے حق نے ہمیشہ اسلام کی سربلندی کیلئے اپنی جانیں لڑائی ہیں جبکہ علمائے سو ہمیشہ دین کی جڑیں کاٹنے اور مسلمانوں کو قعر مذلت میں دھکیلنے میں اپنی توانائیاں برباد کرتے رہے ہیں۔ علمائے حق اور علمائے سو کا ہمیشہ سے آمنا سامنا رہا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے علمائے حق کو انبیائے بنی اسرائیل کی مانند قرار دیا ہے جبکہ شریعت اسلامیہ میں علمائے سو کیلئے سخت وعیدات آئی ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم میں بیان کیا گیا ہے۔

صاحب مضمون نے اقبال مرحوم کی وکالت کرتے کرتے اپنی مضمون کو فرقہ وارانہ مسلکی رنگ دیدیا۔ اور مجھ پر تنقید کی آڑ میں میرے ہی مسلک کے اکابر کو تنقید کا نشانہ بنا ڈالا، جو کہ موضوع

سے کسی بھی طرح مناسبت نہیں رکھتا۔ شاید اس لئے کہ ان صاحب کے مسلک کے اکابر نے تحریک ختم نبوت میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ بلکہ تقسیم ہند سے پہلے ان صاحب کے اکابر نے تحریک ختم نبوت کو ناکام بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ تحریک ختم نبوت چلانے والے وہ لوگ تھے جنہوں نے انگریز سے براہ راست ٹکر لی تھی، اور قادیانیت کو بھی انگریز ہی کا خود کاشتہ پودہ سمجھتے تھے۔ وہ مجلس احرار اسلام اور جمعیۃ علماء ہند کے اکابرین تھے، جنہوں نے تحریک کشمیر میں قادیانیوں کی سازشوں کو تشت از بام کیا۔ یہ تحریک انگریز کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی، اسی لئے موصوف کے اکابر نے مجلس احرار کے مقابلے میں مجلس اتحاد ملت بنائی اور امیر شریعت کے مقابلے میں امیر ملت بنایا۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ نیز ان صاحب نے اپنے مضمون میں اقبال کی آڑ لے کر علماء سوء کے نام سے نیا بکھیڑا چھیڑ دیا۔ اور اقبال کی طرف سے وکیل بن کر علماء حق کو علماء سوء کا نام دیدیا۔ حالانکہ علماء سوء وہ تھے جنہوں نے ترکوں کے خلاف جنگ میں انگریز کا بھرپور ساتھ دیا، ان صاحب کے اکابر نے ترکوں پر کفر کے فتوے بھی دیئے۔ بلکہ اس جنگ کے لئے انگریز کی فوج میں اپنے مریدوں کو بھرتی کرایا اور ان بھرتی ہونے والے فوجیوں کو بازوؤں پر باندھنے کے لئے تعویز بھی دیئے تاکہ ان پر ترکوں کی گولی اثر نہ کرے۔ بلکہ انہی کے ایک بڑے بزرگ کے مرید برکت علی سیالکوٹی نے ترکوں کے خلاف جنگ میں خانہ کعبہ پر توپ کا گولہ چلایا جو کہ سیدھا حجر اسود پر لگا، جو کہ ٹکڑوں میں بدل گیا۔ بعد میں حجر اسود کو کیمکل سے جوڑا گیا۔ اور انہی صاحب مضمون کے اکابر نے اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ دیا تھا، جس کو ہم گزشتہ کسی شمارے میں تفصیلاً شائع کر چکے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ دینے والوں کے متبعین آجکل اقبال کے عشق میں گھلے جارہے ہیں۔ ان صاحب کو چاہیے تھا کہ اقبال کے عشق میں گھل کر علماء حق تنقید کرنے سے پہلے اپنے اکابر کی اداؤوں پر ہی غور کر لیتے۔

باقی صاحب مضمون نے اقبال مرحوم کی کچھ ایسی تحریرات پیش فرمائی ہیں جن میں اقبال مرحوم نے عقیدۂ ختم نبوت کو فلسفی رنگ میں بیان کیا ہے۔ ہم کب ان تحریرات سے منکر ہیں۔ یہ تمام تحریریں صحیح ہیں، مگر یاد رہے کہ یہ تمام تحریریں اور ان کا فلسفہ اقبال کی زندگی کے آخری دور کی ہیں جب وہ علماء حق کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھے۔ اور اقبال کن حضرات کو علماء حق سمجھ کر ان کے سامنے دوزانوں ہوئے؟، اس کے متعلق ہم آئندہ بیان کریں گے۔

نوٹ:۔ ہم یہاں پر اعتراضات و جوابات کی بحث ختم کر رہے ہیں، مہربانی کر کے معترض حضرات اپنی تحقیق اپنے پاس رکھیں۔

نذرانہ عقیدت

بخدمت سید الطائفہ شیخ المشائخ قطب الاشاد

حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہ

مولانا ڈاکٹر محمد حسین انصاری للٰہی رحمہ اللہ

عبد قادر قطب اقطاب جہاں — ہمچو گل بے داغ کردہ زندگی
رفت زیں دنیائے دوں خندہ کناں — آں کہ درفتر اک حسن معنوی
صید کردہ بود شیران جہاں — پایہ صدق و صفا در رفعتش
برتراز اندازہ و وہم و گماں — خلق اور تمثال خلق انبیاء
مہر اور برکہتر و مہتر عیاں — ہمت عالی آں عالی جناب
باعث صد افتخار انس وجاں — درنگاہش سطوت و جاہ و جلال
شمہ یک از سراب ضو فشاں — درسعادت، درسیادت، درشرف
بے مثال و بے نظیر و بے بیاں — علمش از علم لد فی مستنیر
واقف اسرار پیدا ونہاں — کاملان دہرچہ برناچہ پیر
جرعہ کش از دست آں پیر مغاں — علم مست و ذوق مست وشعر مستؔ
در حریم نازآں جان جہاں — اہل تقوٰی مست،اہل ذوق مست
مست درمیخانہ اش پیر و جواں — اہل دیں،اہل سیاست،اہل درد
حلقہ بستہ بردر شیخ زماں — حلقہ بستہ بردر شیخ زماں
اہل علم و اہل فضل،اہل کمال — اہل علم و اہل فضل،اہل کمال
اہل علم و اہل فضل،اہل کمال — اہل علم و اہل فضل،اہل کمال
اہل علم و اہل فضل،اہل کمال — اہل علم و اہل فضل،اہل کمال
بستہ زنجیر زلف آں جواں — بستہ زنجیر زلف آں جواں

حسن و زیبائی عیاں از پیکرش   حسن و زیبائی عیاں از پیکرش
حسن و زیبائی عیاں از پیکرش   خاک را ہش ناز نینان جہاں
بحر رحمت، منبع جود و کرم   بحر رحمت، منبع جود و کرم
در سخاوت رشک ابنائے زماں   حسن صورت، حسن سیرت، حسن خلق
نقشہ اوصاف فخر انس و جاںؐ   ذات پا کش باعث احیاء فقر
افتخار خواجگان، ہم چشتیاں   سر علم شاہ جیلاں کردہ است
شاہ عبدالقادر ثانی عیاں   شیخ ما معروف در عرب و عجم
شیخ ما معروف در عرب و عجم   شیخ ما معروف در عرب و عجم
فیض عرفائش بہ ملک دیں رواں   کمترین خادمان اور حسین
جان دے افگار و جسمش خونچکاں   گوشہ گیر از بزم اہل روز گار
زیر پائیش یافتہ دار وئے جاں   از شمیم رحمت و لطف عمیم
کرد شیخ من معطر مغز جاں   روز محشر زیر ظل رحمتش

جائے وہ یارب کرتا یا بم اماں

۱۶ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ، ۱۹ مئی ۱۹۵۴ء



خواتین کے صفحات

خادمۃ القرآن

رمضان کے روزہ کی تلافی نہیں ہوسکتی

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من افطر یومامن رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدھر کلہ وان صامہ .

(ترمذی شریف ۱، ۱۵۳ـ۱۵٤،ابوداؤد شریف ۱، ۳٦۲، مشکوٰۃ شریف ۱، ۱۷۷)

''حضرت ابوہریرہؓ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ارشادفرمایا کہ جوشخص رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر کسی عذراور بیماری کے چھوڑ دے توزمانہ بھر کا روزہ رکھنا بھی اس کی تلافی نہیں کرسکتا اگرچہ وہ رکھتا رہے۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع ورب قائم لیس لہ منہ قبامہ الا السھر .

(ابن ماجہ شریف حدیث : ۱٦۹۰، ومثلہ فی المشکاۃ ۱، ۱۷۷)

''حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کوروزہ کے بدلہ میں سوائے بھوک کے کچھ نہیں ملتا (اس لیے کہ وہ روزہ کے تقاضوں پرعمل نہیں کرتے)اور بہت سے رات میں جاگ کرعبادت کرنے والے ایسے ہیں جن کورت جگائی کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔''

سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت

عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت ان حمزۃ بن عمرو الاسلمیؓ قال للنبی ﷺ اصوم فی السفر ؟ وکان کثیر الصیام فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر.

(بخاری شریف ا، ۲٦۰، مسلم شریف ۱،۳۵۷، مشکوٰۃشریف ۱، ۱۷۷)

''حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک صحابیؓ حضرت حمزہ ابن عمرو اسلمیؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں سفر میں بھی روزہ رکھوں؟ اور وہ بہت کثرت سے روزہ رکھنے والے تھے، تو آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا تمہاری مرضی ہو تو روزہ رکھو اور جی چاہے تو روزہ نہ رکھو''۔

روزہ سے تندرستی میں اضافہ

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اغزوا تغنموا، وصوموا تصحوا، وسافروا تستغنوا.

(الطبرانی فی الوسط ۹، ۱۴۴ حدیث:۸۳،۸، الترغیب ۲،۴۹)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد کرو مالِ غنیمت حاصل کرو گے اور روزہ رکھو صحت مند رہو گے، اور سفر کرو دوسروں سے بے نیاز رہو گے۔

روز جہنم سے بچاؤ کے لیے ڈھال ہے

عن عثمان بن ابی العاص عن نبی اللہ قال الصوم جنة یستجن بھا العبد من النار . (الطبرانی فی الکبیر حدیث : ۹،۸۳۸۶، الترغیب والترھیب ۲،۵۰)

حضرت جابرؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ روزہ ایسی ڈھال ہے کہ جس سے بندہ جہنم سے بچاؤ کرتا ہے۔

روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ الصیام نصف الصبر وعلی کل شئی زکاۃ، وزکاۃ الجسد الصوم . (شعب الایمان ۲۹۲،۳، حدیث : ۳۵۷۷ الترغیب والترھیب ۲،۵۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ آدھا صبر ہے اور ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

روزہ بے نظیر عبادت ہے

عن ابی امامۃؓ قال قالت یارسول اللہ ﷺ دلنی علی عمل، قال علیك بالصوم، فانہ لاعدل لہ . (الترغیب والترھیب ۲،۵۲، صحیح ابن حبان ۵،۱۸۰ حدیث :

٣٤١٧)

حضرت ابو امامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت تک پہنچادے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم روزے رکھا کرو اس لیے کہ وہ بے مثال عمل ہے۔

روزہ کا عظیم الشان فائدہ

عن ابی الدرداءؓ قال قال رسول الله ﷺ من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه و بین النا ر خندقا کما بین السماء و لارض . (الترغیب و الترهیب ٢،٥٢،الطبرانی فی الاوسط حدیث: ٣٥٩٨)

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان اتنی بڑی خندق حائل کر دیتے ہیں جتنی مسافت زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔

روزہ گناہوں کا کفارہ

عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی ﷺ قال : من صام رمضان وعرف حدوده و تحفظ مما ینبغی له ان یتحفظ کفر ماقبله. (الترغیب و الترهیب ٢،٥٥،صحیح ابن حبان ٥،٥٨٣حدیث: ٣٤٢٤)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جو شخص رمضان کا روزہ رکھے اور اس کی حدود کی رعایت رکھے اور جن چیزوں کی نگہداشت کرنی چاہیے ان کی نگرانی کرے تو اس کے گزشتہ معاصی کا کفارہ ہو جائے گا۔

افطار کے وقت جہنم سے آزادی

عن ابی امامةؓ عن النبی ﷺ قال: لله عزوجل عند کل فطر عتقاء.(مسنداحمدبن حنبل ٥،٢٥٦،الترغیب و الترهیب ٢،٦٣)

حضرت ابوامامہؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ فرمایا کہ ہر افطار کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے۔

امتِ محمدیہ پر پانچ خصوصی عنایتیں

عن ابی هریرہؓ قال قال رسول اللهﷺ اعطیت امتی خمس خصال فی رمضان لم تعطهن امة قبلهم: خلوف فم الصائم اطیب عندالله من ریح المسك ، وتسغرلهم الحیتان حتی یفطرو ، ویزین الله عزوجل کل یوم جنته ، ثم یقول : یوشك عبادی الصالحون ان یلقواعنهم الموته ، ویصبروالیك ، وتصفدفیه مردة الشیاطین ، فلا یخلصوافیه الی ماکانوا یخلصون الیه فی غیره ، ویغفرلهم یف آخرلیلة ، قیل: یارسول الله اهی لیلة القدر؟ قال: لا،ولکن العامل انما یوفی اجره اذا قضی عمله . (مسند احمد بن حنبل ۲،۲۹۲،شعب الایمان۳،۳۰۳،الترغیب والترهب ۲،۵۵)

’’حضرت ابوہریرہؓ نے آنحضرتﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ میری امت کو رمضان کے بارے میں پانچ چیزیں خصوصیت کے ساتھ مرحمت فرمائی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دی گئیں:

(۱)روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۲)ان کے لیے سمندر کی مچھلیاں افطار کے وقت تک استغفار کرتی رہتی ہیں۔

(۳) اور اللہ تعالیٰ ہر روز اپنی جنت کو آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ عنقریب میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقت اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں گے۔

(۴)اور سرکش شیطان رمضان میں قید کر دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ رمضان کے زمانہ میں ان برائیوں تک نہیں پہنچتے جن برائیوں کی طرح غیر رمضان میں پہنچ جاتے ہیں۔

(۵)اور رمضان کی آخری رات میں ان کے لیے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے،آپﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ مغفرت شبِ قدر میں ہوتی ہے؟ آپﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ کام ختم ہونے پر مزدور کو پوری اجرت سے نوازا جاتا ہے۔

رمضان میں لاکھوں افراد کی جہنم سے خلاصی

عن الحسن مرسلا قال رسول اللهﷺ ان لله عزوجل فی کل لیلة من رمضان ست مائة الف عتیق من النار ، فاذا کان آخر لیلة اعتق الله بعدد من مضیٰ .

(شعب الایمان ۳،۳۰۳،الترغیب والترھیب ۲،۶۳)

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر رات میں چھ لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے، اور جب آخری رات ہوتی ہے تو گزشتہ آزاد شدہ لوگوں کے بقدر لوگ (ایک ہی رات میں) آزاد کیے جاتے ہیں۔

جو رمضان کی برکت سے محروم رہ جائے وہ مستحق بددعا ہے

عن كعب بن عجرةؓ قال قال رسول اللهﷺ احضرو المنبر، فحضرنا ، فلما ارتقىٰ درجة قال: آمين فلما ارتقىٰ الدرجة الثانية قال : آمين ، فلما ارتقىٰ الدرجة الثالثة قال : آمين فلما نزل قلنا : يارسول الله ﷺ لقد سمعنا منك اليوم شيئا ما كنا نسمعه ؟ قال: ان جبرئيل عليه السلام عرض لى ، فقال بعدمن ادرك رمضان فلم يغفرله قلت : آمين ، فلما رقيت الثانية قال: بعدمن ذكرت عنده فلم يصل عليك ، فقلت : آمين ، فلما رقيت الثالثة قال: بعدمن ادرك ابويه الكبرعنده اواحدهما فلم يدخلاه الجنة قلت : آمين .

(الترغيب والترهين ۲،۵٦،شعب الايمان ۲،۲۱۵،حديث ۱۵۷۲)

حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں منبر سے قریب ہونے کا حکم دیا ہم حاضر ہوگئے، پھر جب آپ منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین'' جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین'' جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین'' ہم نے عرض کیا یا رسول ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو پہلے نہ سنی تھی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (جب پہلے درجہ پر قدر رکھا) اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے یہ بددعا کی تھی کہ وہ شخص ہلاک ہو جسے کوئی رمضان کا مہینہ ملے پھر اس کی مغفرت نہ ہو تو میں نے کہا آمین، پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا وہ شخص برباد ہو جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، تو میں نے کہا آمین، پھر جب تیسرے درجہ پر چڑھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ شخص بھی ہلاک ہو جو اپنی زندگی میں اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کے زمانہ میں پائے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کرائیں تو میں نے کہا ''آمین''۔

افطار کے مسنون کلمات

عن ابن عمرؓ قال: كان رسول اللهﷺ يقول اذا افطر ذهب الظمار وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله . (سنن الدار قطنی ۲،۱٦٤)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے کہ رسول اللہﷺ افطار کے وقت یہ کلمات ارشاد فرماتے تھے: (جن کا ترجمہ یہ) پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہو گئیں اور ثواب طے ہو چکا انشاءاللہ تعالیٰ۔

افطار کی دعا

عن معاذ بن زهرةؓ انه بلغه ان النبیﷺ کا ن اذا افطر قال

اللهم لك صمت وعلى رزقك افطرت

. (ابوداؤد ۱،۳۲۲)

حضرت معاذ بن زہرہؓ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ روایت پہنچی ہے کہ آنحضرتﷺ افطار کے وقت اللھم لک صمت وعی رزقک افطرت (اے اللہ میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا) پڑھا کرتے تھے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام

عن عائشه رضی الله تعالیٰ عنها قالت كان رسول اللهﷺ اذادخل العشراحيى الليل وايقيط اهله وجد وشدالمئزز . (مسلم شريف ۱،۳۷۲بخاری شريف ۱،۲۷۱،المنتقیٰ ۱٤٦)

حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو آپﷺ راتوں رات عبادت میں مشغول رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے، اور کمر کس لیتے تھے۔

قالت عائشةؓ كان رسول اللهﷺ يجتهد فی العشر الاواخر مالا يجتهد فی غيرها . (مسلم شريف حديث : ١١٧٥ ،شعب الايمان للبهيقی ۳،۳۱۹)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ آخری عشرہ میں عبادت جس قدر محنت فرماتے تھے اتنا دوسرے ایام میں نہیں فرماتے تھے۔

❁❁❁❁❁

دینی، علمی، اصلاحی اور تاریخی روایات کا حامل پاکستان کا منفرد مجلّہ

ماہنامہ

حِلیَّہ

فیصل آباد پاکستان

10 سال کے تابندہ

120 شمارے

تاریخی حقائق



آپ بھی اپنی رائے دیجیے!

آپ کی تجاویز، شکایات، اور سوالات کو

انشاءاللہ شامل اشاعت کیا جائے گا



MONTHLY MAGAZINE
Millia
JAMIA MILLIA ISLAMIA
FAISALABAD PAKISTAN
Reg:M # FD-16
MOHALLAH KHALSA COLLEGE FAISALABAD Ph:041-8711569
E-mail: milliafsd@yahoo.com
Fax # 041-8502213
جامعہ ملیہ اسلامیہ (المسجلہ)
اعلان داخلہ
١٤٣٦ھ
برائے طلباء
درجہ کتب
مندرجہ ذیل درجات میں داخلہ جاری ہے
درجہ رابعہ، درجہ ثالثہ،
درجہ ثانیہ، درجہ اولیٰ، درجہ متوسطہ
درجہ حفظ اور گردان
برائے طالبات
درجہ کتب
(عامہ، خاصہ، عالیہ، عالمیہ)
درجہ حفظ اور گردان
جامعہ ملیہ اسلامیہ
محلہ خالصہ کالج، فیصل آباد
041-8711569
0300-9657076
0321-6611910
www.milliafsd.com